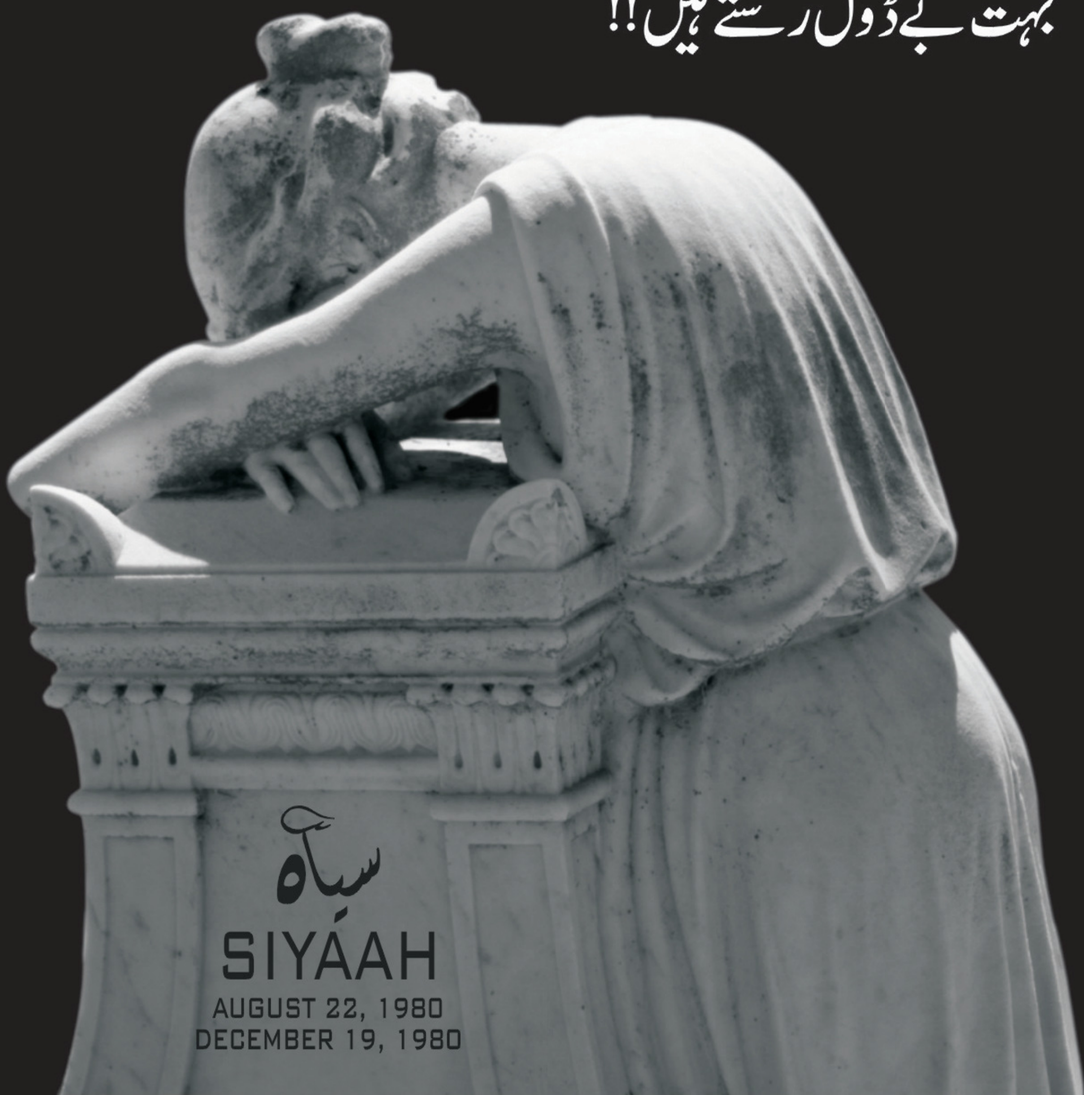
دارِ عشق

میرے اور تمہارے درمیاں حائل جہانوں میں....
بڑی دُشوار سی راہیں،
کئی اَنجان سے موسم،
بہت بے ڈول رستے ہیں!!

سیّد مزمّل احمد سیاہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارِ عشق

سیّد مزّمل احمد سیآہ

اہتمام

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور

فون: 37352332-37232336

نام کتاب	....	دارِ عشق
شاعر	....	سیّد مزّمل احمد سیآہ
ناشر	....	گل فراز
پرنٹر	....	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
ڈیزائنر	....	فضیل
اشاعت	....	جنوری، 2013ء
قیمت	....	-/600 رُوپے

https://www.facebook.com/SyedMuzzammilAhmadSiyaah

اہتمام

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔ اُردو بازار، لاہور

فون: 37352332-37232336

ادارے کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرماویں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائیگا۔ (ناشر)

انتساب!

جس پہ تمام ہو گئی اِک داستانِ غم
ناری ہے کوئی، سارا جہاں مانتا ہے یہ!
تم عِشق کی لگن میں جو ماری ہو پھِر رہی
تم کو نہیں خبر ہے سیاؔہ جانتا ہے یہ!!

میں نے شعروں میں کیسے لکھا ہے ...
وہ پڑھے گی تو سمجھ جائے گی!
تم کرو اِتنی جُستجو نہ سیاؔہ
وہ تمہاری ہی تو ہو جائے گی!!

فہرست


بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے!

سیاہ رنگ فقیر رنگ ہے، یہ جاذبِ نظر بھی ہے، اور جاذبِ نور بھی، ایسا ہی میں نے سر سیّد مزّمل احمد سیآہ کو پایا، علم و نور کی بارش کو خود میں سمو لینے کی خوبی سے رب تعالیٰ نے ان کو نوازا، اُن کے صاحبِ نظر، صاحبِ دِل ہونے میں کوئی شبہ نہیں، مگر گداز پن، تشفی، سچائی، رہنمائی، خاکساری، اور ان سب خوبیوں کے با وصف عاجزی جیسی صفت نے آدم ذات کے اشرف المخلوقات ہونے کے دعوے کو ان جیسے انسان کے لئے سچ کر دکھایا ہے! یہ مجموعہ کلام، 'دارِ عشق' عشق کی دونوں منزلوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے، عشق ایسا کہ جب انسان کی جبیں سجدہ کرنے کو تڑپتی نظر آئے، یہ وہ خوبی ہے جس کا بیج اندر ہی اندر پھوٹتا ہے، اور اس کی بوائی کے بعد پہلا قدم عشقِ مجازی کے زینے پہ پڑتا ہے، یہاں اس کے عشق میں صرف ایک رازداں ہے، اور اسکی خوبی، دیوانگی، خود تک محدود ہے، اس کے گرد ایک ہالہ موجود ہے، جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتا! مگر جب یہ راز، رازِ ہستی سے نکل کر مجاز سے حقیقت میں ڈھلتا ہے، تو ہر کمی پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے، اب اس کے گرد کوئی ہالہ موجود نہیں، عشق لا محدود ہو چکا۔ اب ساری دنیا اسکی اپنی ہے، اور وہ ساری دنیا میں ضم، یہاں پہنچ کر لا مکان کا مقام معلوم پڑ جاتا ہے، مگر اپنے لئے مقامِ دل کا بھی ہوش نہیں رہتا! اِس کلام میں آپکے سامنے یہ دونوں صورتیں عیاں ہوں گی، اور اسکو پڑھ کر آپ کے لئے خود سے خود تک اور خود سے رَب تک کے سفر کی نئی راہیں کھُلیں گیں۔ کمال ہوشیاری سے عشقِ حقیقی کے بارے میں بہت مشکل فلسفے عشقِ مجازی بھر پور نظموں کے درمیان چھُپا دیے ہیں کہ کبھی کبھی تو سیآہ ایک بہت عام سا کمزور سا انسان لگے گا اور کبھی ایک ایسا بابا... جو ہر لمحہ اپنے نفس کو روندتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو... میری دعا ہے کے اللہ کریم سر سیّد مزّمل احمد سیآہ کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے... آمین!!!

ہر ایک حرف ترا ہے عطائے ربِ کریم
عین ممکن ہے کہ تو حق ٹھہرے!!

دُعا گو

قرۃالعین

یہ قِصّہ پُرانا ہے...

یہ بات پُرانی ہے، یہ قِصّہ پُرانا جس میں بچپن کے حسین دن اور لڑکپن کی اَنمول یادیں ہیں جو دِل کو ایک پُر کیف سی حِدّت دیتی ہیں۔ اور پھر یہ حِدّت پیار اور خلوص سے بھرے دوستی کے رِشتے کو ایک نشے میں بدل دیتی ہے۔ یہ قِصّہ پُرانا ہے جب اُس کے ہونٹ کچھ کہنے کی جُستجُو میں رہتے تھے۔ اور وہ اپنی سوچ کو الفاظ کا پہناوا پہنانے کی تلاش میں رہتا تھا مگر اُسے یہ ڈر تھا کہ اہلِ عِلم و دانِش اُس کے دِل کی آواز کو داستانِ آوارگی نہ کہہ بیٹھیں۔ اور پھر وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز، لرزتے تڑپتے ہونٹوں کے درمیاں کہیں گُم ہو کر رہ گئی۔ کتنے ہی سالوں تک اُس کے ذوق کی صدا، اِک آس کی نوا ویران ساحلوں سے ٹکراتی رہی۔ مگر کسے یہ خبر تھی، کسے پتہ تھا کہ جب خُدا عطا کرتا ہے تو بندہِ تسلیم و رضا کی ہر آرزو کمائیگی کے احساس تلے دَب جاتی ہے۔ جیسے کہ:

ترے فضل کا ہی ہے اِنتظار، مرے پاس کیا ہے جو ہو بیڑا پار
ترے نورِ حق میں سیآہ چلے، تو نے پیر و مُرشِد بنا دیا!!

پھر وقت کے ساتھ جذبوں کی تازگی بلاخر خوبصورت الفاظ میں زِندہ ہو جاتی ہے اور اب یہ الفاظ عِشقِ مجازی سے عِشقِ حقیقی تک بے خوف و خطر عِشق و محبت سے سرشار ہر جذبے کی تسکین ہیں۔ جیسے کہ:

جو دِل میں ٹیس سی اُٹھتی رہی ہے
وہی تو دردِ دِل کی اب دوا ہے

اور

تو مل گیا ہے مجھ کو مری جان کے عوض!
نادان رو پڑے ہیں کہ ایسا کبھی نہ ہوا!!

یہ کیسی کشِش ہے، یہ کیسی اُلجھن ہے، ہر لفظ خود میں ایک کہانی ہے۔ کہیں محبت کا یہ عالم کہ:

بے وجہ مُبتلا ہوا ہے دِل
یعنی خود ہی لُٹا ہوا ہے دِل
مجھ کو کچھ یاد نہیں کب سے ہے
پورا پورا بِکا ہوا ہے دِل
یوں تو آئے بہت ہیں ملنے کو
کھوج میں تیری لگا ہوا ہے دِل

اور پھر کہیں شکستہ دل کے ارمانوں کو یہ کہہ کر نہلا دیا کہ:

عِشق اگلے جنم کا ہے رِشتہ ...
عِشق تو اِس جنم میں جائز نہیں!
مصلحت کو نہ بناؤ سیڑھی ...
ایسے منصب پہ سیاؔہ فائز نہیں!!

کہیں اُس کے دل میں یہ پُکار ہے:

وہ پُکارے گا تو بتا دوں گا
ورنہ چُپ ہی کھڑا ہوا ہوں میں
راز ہے یہ کسے خبر ہے سیاؔہ
کب سے تیرا بنا ہوا ہوں میں

اور پھر کہیں یہ بھی کہہ دیا کہ:

تم مرا اِنتظار نہ کرنا
میں نے اللہ کو مانگ رکھا ہے!

اور کہیں ہیں دِل گداز، نرم و نازک، مہکتے پھولوں کی مانند ایسے اشعار ...جیسے کہ:

بیٹھے بیٹھے اُداس ہوتا ہوں ...
آنسو تیرے، میری آنکھوں سے نکلتے کیوں ہیں؟

اور

اُس نے اِک بار جو دروازے پہ دستک دی تھی ...
دِل کو ہر بار گُماں ہوتا ہے وہ آیا ہے!

یا

میں نے شعروں میں کسے لکھا ہے ...
وہ پڑھے گی تو سمجھ جائے گی!
تم کرو اِتنی جُستجو نہ سیاؔہ
وہ تمہاری ہی تو ہو جائے گی!!

اور

دل کو مکانِ عِشق میں آتا نہیں قرار ...
تم کو منع کیا تھا سیاؔہ نہ رکو یہاں!!

’دارِعشق‘ شاید اِسی لئے ہے نام کہ عِشق کا ہر فلسفہ ہے یہاں بیان، کوئی بڑائی نہیں ہے اِس میں مگر یہ سچ ہے کہ دوست سیاؔہ:

ہم تو نہیں سیاؔہ تھے اِتنے عظیم پر ...
تیرے وجود نے ہمیں اعلیٰ بنا دیا!!

کِتنے دِل نشیں ہیں یہ انداز تمہارے سیاؔہ! ...اور بات پھر ختم اِس بات پر ہے کہ:

کوئی جلتا اگر ہے، جل جائے!
ہم نے تھاما سیاؔہ ہے ہاتھ ترا!!

مخلص و دُعا گو

نوید اختر

کلامِ سیاؔہ۔شاعری یا محبت ...

میری نظر میں انسانی جبلّتوں میں سب سے قوّی جبلّت محبت کی ہے۔جب یہ محبت خدا کی طرف راغب ہو جاتی ہے تو انسان صُوفی بن جاتا ہے اور جب یہ انسان صناعیِ قدرت میں محو ہو جاتا ہے تو عاشق کہلاتا ہے۔ دراصل وہ دونوں ہی صورتوں میں خدا کا ثنا خواں ہوتا ہے۔ اِس کِتاب کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا قلب و ذہن بیک وقت دونوں قسم کی محبتوں کی آماجگاہ ہے۔یعنی شاعر خدا اور اُس کے بنائے ہوئے شہکار دونوں کا پروردہ نظر آتا ہے۔ سیاؔہ کا کلام اِن کی ذہنی اور قلبی کیفیتوں کی عکّاسی اور ترجُمانی کرتا ہے اور جس خوبصورتی سے اُنہوں نے اِن کیفیتوں کو صفحۂ قرطاس پہ مُنتقل کیا ہے وہ نہ صرف توجہ طلب ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اِن کی شاعری قاری کے دِل کو موہ لینے کی ایک دِلکش کاوِش ہے۔ میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ سیاؔہ کی شاعری جلد ہی اپنے منفرد اندازِ فکر کی وجہ سے قارین میں اپنا ایک مُقام بنا لے گی۔

’اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ‘

دُعا گو

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مُرآبی

تو ہے بس ذرّہ ذرّہ خاک سا

سیّد مزّمل احمد سیاؔہ کا شمار اُن چند ایسے نایاب لوگوں میں آتا ہے جن کے بارے میں میں نے اپنی زندگی میں اُن سے ملنے سے پہلے ہی بہت کچھ سن رکھا تھا۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ سائنس کا طالبعلم ہونے کے ناطے میں اُن تمام سنی سنائی باتوں کو جانچنے پر بھی تُلا رہا ہوں کہ آیا یہ سچ ہی ہیں یا نہیں۔ میری ان تمام جانچ پیمائی کے باوجود میں ایک بات مانتا ہوں کہ میں نے سیاؔہ کو پراسرار طور پر اُس سے بڑھ کر پایا ہے جتنا سنا تھا۔پہلی ہی ملاقات میں میں اُن کی سحر انگیز شخصیت کا قائل اور دلدادہ ہو گیا تھا اور اس کے بعد سے اب تک جب جب اُن کے ساتھ نشست رکھنے کا اتفاق ہوا تو کوئی بھی سوال اور کوئی بھی موضوع ہمارے درمیان ایسا زیرِ بحث نہ آیا کہ جن کا مقصد سیاؔہ کو مزید ٹٹولنا اور مزید جانچنا ہو۔ کیونکہ میری جانچ پیمائی ان سے پہلی ملاقات میں ہی دم توڑ چکی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا مجھ پر اُن کی شخصیت کے کئی اور پہلو اُجاگر ہوتے گئے اور اُن کی ہمہ وقت مختلف شعبوں پر گرفت مجھے اس بات کا سندیسا دینے لگی کہ جب انسان عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف پرواز کرنے لگ جاتا ہے تو ایک ہی وقت میں کئی مختلف اور انتہائی مختلف باتوں کو سمجھنے، سمجھانے اور کر دینے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔ میرے لیے سیاؔہ کا مجموعہ کلام کسی خوش آئند انکشاف سے کم نہیں ہے۔ جن لوگوں نے سیاؔہ کو قریب سے اور انتہائی قریب سے دیکھا ہو وہ میری طرح ہی محوِ حیرت ہوں گے کہ یہ کیا سے کیا ہو جائے گا۔ میں دارِ عشق سے ہی چند انتہائی نازک مگر بہت قوی اشعار آپ کو تفویض کر رہا ہوں فیصلہ آپ پر ہے۔

میں سمجھا تھا کہ سیکھا ہوں میں کچھ اوراق پڑھ کے ہی
مگر باتیں جو لکھی ہی نہیں تھیں، کون لایا ہے!
مری صورت کے پیچھے کون سی صورت کہ پنہاں ہے!
مرے کرنے کے پیچھے کون سا کرنا ہے، سایہ ہے!
مری باتوں کو رہنے دو یوں ہی پنہاں، نہ کھولو کچھ!
میں ہوں بس ذرّہ ذرّہ خاک سا، اُس نے اُڑایا ہے!

دُعا گو

پروفیسر ڈاکٹر قاضی محمد رضوان

کب سے تیرا بنا ہوا ہوں میں ...

سیّد مزّمل احمد سیاؔہ کا مجموعہ کلام 'دارِ عشق' میرے سامنے ہے اور میں ماضی کے دریچوں سے گُزر کر یادوں کی اُن سنہری وادیوں میں پہنچ گیا ہوں کہ جہاں سیاؔہ حسبِ عادت کچھ ایسی سوچ سے ماروا اور انہونی باتیں کر رہا ہے جو عقل کی پرکار سے باہر ہے۔ میری اور مزّمل کی شناسائی ابھی کی نہیں بلکہ اوائل کی ہے، بچپن کی۔ اور یہ سیاؔہ ابھی سے نہیں ہو گیا، یہ تو شروع کا سیاؔہ ہے اور اِس بات کا اندازہ آپ کو بخوبی اُس کی نظم 'ایک جان ۔ دو جسم' سے ہو جائے گا جو بلا شبہ بہت سچّی ہے اور اِس جملے 'کسی نے دیکھا ہمیں نہیں ہے' کے پیچھے بڑی کہانیاں موجود ہیں۔ جتنی بہت سی چھُپی باتیں مجھ پر عیاں ہیں تو میرے نزدیک تو دارِ عشق درحقیقت ایسا ہی ہے جیسے شاعر نے کچھ نہیں چھُپایا، سب بتا دیا ہے۔ میں نے ہمیشہ اُسے عقل سے ماروا باتوں کا اسیر اور تصوف بھرے جذبات سے معمور پایا۔ اور زندگی کی طرف اُس کے رویے اور جذبات کو اُس نے دارِ عشق میں موجود اِنتہائی گہری اور دردناک نظموں میں تصور و مُشاہدات کو کمال ہُنر مندی کے ساتھ یکجا کر دیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ سیاؔہ کا مجموعہ کلام ایک اِنتہائی نازک اور فِکری تخلیق ہے۔ میں مزّمل سیاؔہ کو ایسی خوبصورت شاعری پر دِل کی گہرائیوں سے مُبارک باد پیش کرتا ہوں اور یقیناً قارئین بھی اِس عمل میں میرے ہمنوا ہوں گے۔

راز ہے یہ کسے خبر ہے سیاؔہ
کب سے تیرا بنا ہوا ہوں میں

مُخلص

محمد عمران خان شیروانی

بات ایسی بھی کیا رہی اُس میں ...

میں ہمیشہ جب بھی مزّمل صاحب سے ملتا ہوں تو مجھے اُن میں ایک عجیب سی چمک اور چھُپی ہوئی بے پناہ صلاحیتوں کی مالک شخصیت نظر آئی۔ وہ ایک اچھے اُستاد، اچھے ایڈمنسٹریٹر، اچھے انسان، اچھے دوست کی حیثیت سے ہر وقت بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش میں نظر آئے۔ اکثر لوگ ظاہر میں زیادہ ہوتے ہیں لیکن مزّمل صاحب جو ظاہر میں ہیں باطنی طور پر اُس سے کہیں بڑی شخصیت کے مالک ہیں۔ بحیثیت دوست اور کولیگ کے میں نے اُن کو ہمیشہ بہت معاون اور مثبت شخصیت پایا۔ وہ جب سے سیاہ ہوئے ہیں اُن کے وہ پہلو جو ہماری نظروں سے بھی ڈھکے چھُپے تھے وہ کتابی شکل میں ہم سب لوگوں کے سامنے آ گئے۔ میں ذاتی طور پہ اُن کی تمام مزید صلاحیتوں اور کامیابیوں کے لئے دُعا گو ہوں۔ دارِ عشق کو پڑھ کر تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیاہ جس کا ہو گیا ہے تو ہو گیا ہے اب یہ جھگڑا ہے ہی نہیں کہ وہ اچھا ہے یا بُرا:

تم کسی کے نہ ہو سکے ہو سیاہ
بات ایسی بھی کیا رہی اُس میں

والسلام

عمران حیدر

مجھے کچھ کہنا ہے ...

'سیاہ' جو اَندھیروں کو روشن کرے ... مجھے اُن کے بارے میں کچھ کہنا ہے ... سیّد مزّمل احمد سیاہ سے تقریباً دس سال کا ساتھ ہو چلا ہے اور شاید جو کشِش اور دِل کا سکُون اُن کی محفل سے حاصل ہوتا ہے شاید ہی کہیں مل پاتا ہو۔ جناب ایک مکمل شخصیّت کے مالک ہیں اور ہر ہُنر میں اپنا کمال آپ رکھتے ہیں۔ کھیلوں کی بات کریں تو ٹیبل ٹینس سے لے کر فُٹ بال تک، فن کی بات کریں تو تصویر کشی سے لے کر خط و کِتابت تک، دُنیاوی علوم کی بات کریں تو اِنفارمیشن ٹیکنولوجی سے لے کر فائنانس اور طبیات تک، جس شعبہ میں ہاتھ ڈالیں تو کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔

شاعری کا شوق بھی اندر ہی اندر کہیں پنَپ رہا تھا اور یہ شوق اِس بھرپور شکل میں سامنے آئے گا، جو لوگ مزّمل صاحب کو جانتے ہیں وہ شاید مُشکل سے بھروسا کر پائیں لیکن میں نے خود انہیں ایک جملے سے غزل کرتے دیکھا ہے، باتیں کرتے کرتے کچھ عطا ہوتے دیکھا ہے۔ بولتے بولتے اچانک رُک جاتے اور کہتے "وسیم، ایک منٹ! کچھ اُوپر سے عطا ہوا ہے" اور اپنی ایک خصوصی نوٹ بُک، جو کہ سیاہ رنگ کی ہے، اُس میں لکھ لیتے جو اگلے روز غزل کی شکل میں نظر آتی۔ ایک خصوصیت جو اللہ نے اِنہیں عطا کی ہے وہ ہے لوگوں کا غم بانٹنا۔ بڑے بڑے لوگوں کو آپ کے پاس آتا دیکھا، دِل کا بوجھ اُتارتے دیکھا، آنسُو بہا کر اپنا غم بھُلاتے دیکھا اور اِن لوگوں میں میں بھی شامل ہوں۔ ہاں! اگر آج میں ایک پُر اعتماد شخصیت کا حامل ہوں تو اِس میں 'سیاہ' صاحب کا بڑا ہاتھ ہے۔

آج مجھے کہنا ہے اور شُکر یہ کہنا ہے اپنے رَب کا، جس نے سیّد مزّمل احمد صاحب جیسا بھائی، دوست اور اُستاد بخشا۔ دُعا گو ہوں کہ اللہ آپ کو لمبی عمر اور وہ مُقام عطا کرے جس کے آپ حق دار ہیں، آمین!

والسلام

سیّد وسیم احمد نقوی

وہ کیوں شاعر کہلایا

میں سیاؔہ کو پچھلے دو سال سے جانتا ہوں اور اگر میں اپنی یاداشت پہ زور ڈالوں تو میں نے چند بڑی اور بزرگ ہستیوں کو ان کے ساتھ بے پناہ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے۔ سیاؔہ بظاہر تو نوجوان ہے مگر اس کے اندر دورِ اوائل کی ایک انتہائی قدیم روح بول رہی ہے۔ وہ جو کچھ بولتا، سوچتا اور کرتا دکھائی دیا ہے وہ کسی طرح سے بھی اُس کی عمر کی عکاسی نہیں کرتا بلکہ ایک پراسرار بابا اُس کے چہرے کے پیچھے ہمہ وقت موجود پایا ہے۔ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ میں نے سیّد مزّمل احمد سیاؔہ سے ہی روح کو کسی حد تک سمجھنے کا ادراک پایا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر مرد کے اندر ایک عورت اور ایک عورت کے اندر ایک نہ نظر آنے والا مرد ہوتا ہے جو ہر لمحے ہم کلام رہتا ہے ...اور ایسا کچھ بلوغت کا محتاج نہیں ہوتا ...اکثر ایک چھوٹا بچہ کسی اَن دیکھے دوست کے ساتھ کھیلتا، گُفتگُو یا لڑتا ہوا پایا جاتا ہے ...میرا خیال ہے کہ جس کے ساتھ سیاؔہ آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے بڑا ہوا ... جب اُس سے ملنے کا وقت آیا تو انسانوں کے ہجوم میں وہ ملا نہیں ...اور جس پر گُمان گزرا کہ شاید وہی ہے وہ قریب آیا تو وہ وہ نہیں تھا ... اِس سراب میں مارے مارے پھرتے ہوئے جو کچھ سیاہ کہہ گیا ہے وہ صرف پڑھنے کے ہی نہیں زندگی میں شامل کر لینے کے لائق ہے ...عشقِ مجازی کس طرح عشقِ حقیقی میں ڈھل جاتا ہے اور کب کب واپس سے عشقِ مجازی کی ٹیس اُٹھتی رہتی ہے ... یہ آپ بہت زیادہ گہرائی کے ساتھ محسوس کریں گے۔

آگے آنے والے صفحات میں جو کلام آپ ملاحظہ فرمائیں گے اُس کا تعلق کسی بھی طرح شوقیہ شاعری سے نہیں ہے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ سارے کا سارا عطا یا فی البدی کلام کے سِوا کچھ اور نہیں ہے ...

بول تمہارے، عطا تمہاری، میں ہی شاعر کہلایا!
تم تو چھُپ کر بیٹھ رہے ہو، دنیا مجھ کو پوجے گی!!

مُخلص

بریگیڈیر (ر) احسان اللہ گورایہ

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے ...

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

جناب قبلہ شاہ صاحب نے جس طرف قدم اُٹھایا ہے میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ نے عِشقِ بلالؓ کو سامنے رکھا ہوگا اور عِشقِ اویس قرنیؓ کو بھی سامنے رکھا ہوگا اور عِشقِ حسینؑ کو بھی مدِ نظر رکھا ہوگا۔ میری نظر سے دارِ عشق گُزری ہے۔ اِس کی ہر غزل ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ اِسی لئے حضرت سُلطان باہوؒ نے فرمایا ہے:

جس منزل نوں عِشق پہنچاوے ایمانوں خبر نہ کائی ہُو

جناب شاہ صاحب نے اِس کتاب میں دِل، رُوح، آنکھ، دماغ اور عِشق اِن سب کو ایک جا کر کے لکھا ہے۔ سیاؔہ صاحب میرے اچھے دوست ہیں لیکن مجھ سے اپنی دارِ عشق چھُپائی رکھی، جب مجھے فون پر بتایا تو میں حیران رہ گیا اور دارِ عشق سامنے آئی تو دِل باغ باغ ہوگیا۔

سدا بہار دیوئی اِس باغِ کدی خزاں نہ آوے
ہون فیض ہزاراں تائیں ہر بھُکہ پھل کھاوے

دُعا گو

حاجی مشتاق

تو نے جھوٹ مُوٹ کے فقیر کو ...

کہنے کو تو سیاؔہ سے شناسائی کچھ دنوں پہلے ہی ہوئی لیکن پتہ نہیں کیوں یوں لگتا ہے جیسے باطنی طور پہ میں اُنہیں بہت عرصے سے جانتا ہوں۔ یا تو اُن کی باتوں میں ستھرائی تھی یا اُن کے چہرے پہ کسی خول کے نہ ہونے کی بنا پر میں نے اپنی زندگی کے بہت سارے دُکھ درد، عشق و محبت اور اپنے نقطہ نظر ایک ہی ملاقات میں اور ایک ہی نشست میں اُن کے حضور گوش گزار کر دیں گویا وہ کچھ جو اپنے سے بھی چھپا کر رکھ چھوڑا تھا بھول بیٹھا تھا۔ سب ایک لمحے کے حصار میں خدا جانے کہاں سے نکل آیا۔ گویا اپنا کلیجہ ہی نکال کر آگے رکھ دیا اور ایسا کچھ کرنے سے بیشتر یہ بھی بتا دوں کہ میں اُن کا نام بھی نہیں جانتا تھا مگر پتہ نہیں کیوں اُن سے سب کچھ کہہ کر دل کو وہ سکون اور اطمینان نصیب ہو گیا جو کم از کم زندگی میں ایک عشرے سے ڈھونڈ رہا تھا۔ میں یہ پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سیاؔہ نے جو کچھ اپنے دارِ عشق میں کہہ اور لکھ چھوڑا ہے، وہ کسی بھی طرح سے تخلیاتی شاعری نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہمیں اس کتاب میں ملے گا وہ پوری طرح سے سیاؔہ کا عکس بھی نہیں بلکہ جو بھی سیاؔہ سے اُس کے اصلی رُوپ میں ملا ہو تو وہ میری اس بات سے اتفاق کرے گا کہ سیاؔہ اُس سے بڑھ کر کہیں گہرا اور جذب کر لینے والا ہے۔ ایک سمندر جس کے آگے کھڑے ہو کر، رو کر اپنے سارے غم اُسے دے آئیں اور وہ اپنی لہروں میں سارے آنسو، سارے درد، سارے غم جذب کر لے اور آپ ہلکے پھلکے ہو کر ایک بچے کی طرح سب کچھ بھول کر دوبارہ سے نئے جذبے کے ساتھ زندگی بنانے میں مصروف ہو جائیں۔ سیاؔہ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ آمین!

جو بندے اُس کے ہوتے ہیں، وہ بندوں ہی میں رہتے ہیں
سکوں جن کو نہیں ملتا، سکوں کے بانٹ دینے تک!

والسلام

ابوذر رمضان (شاہد محمود)

محبتوں کے حصار

یہ کتاب اُن کے لیے ہے جو محبت بھری شاعری پڑھنا چاہتے ہیں۔ محبت انسان کی بھی اور خدا کی بھی، اس کتاب کا ہر مصرعہ، ہر غزل اور ہر نظم نئ ہے۔ جب یہ کتاب تخلیق اور تکمیل کے مراحل سے گزر رہی تھی تو میں دل و جان سے صرف اسی کا تھا۔ مرے دن اور راتیں اسی کی تھیں۔ کسی نے درست کہا ہے کہ عشق اور شاعری سر سے پاؤں تک اور جسم سے روح تک، مکمل ہم آہنگی اور پیوستگی کا نام ہے۔

سیاؔہ کی شاعری میں آنے والا یہ موڑ بڑا خوش آئند ہے۔ اُس کے قدم بڑے پائیدان کی طرف اُٹھ رہے ہیں۔ ایک علاقہ اُس نے فتح کر لیا ہے اب اُس کا رُخ دوسری مملکت کی طرف ہے۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ وہ یہاں بھی فاتح رہے گا۔

محبت کرنے والوں کے دل بہت عجیب ہوتے ہیں۔ کسی کی یاد میں پگھلے، کسی سے وفا کی ڈوری میں بندھے اور کسی سے بچھڑنے کے خوف میں ہر لمحہ دھڑکتے ہوئے...... ایسا ہی ایک دل قدرت نے سیاؔہ کو عطا کیا ہے۔ اس دل کی ساری معصومیت اس کے چہرے کو گھیرے رہتی ہے۔ اسے اُس گلاب کی طرح تازہ رکھتی ہے جس پر اوس کے قطرے چمک رہے ہوں۔ بے کراں اور مستقل محبت اسے جوان رکھے ہوئے ہے۔ ایسا جوان جس نے ابھی ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہوا اور عشق کی واردات کے میٹھے تجربے اُسے حیران کر رہے ہوں۔

وہ اپنے اشعار میں بار بار اِس کا ذکر تو کرتا ہے لیکن اُس کی تخلیق کا محور آج بھی زلف و رخسار ہے، لمس ہے، مسحور کر دینے والی آنکھیں ہیں اور ساری عمر پر محیط محبت کا بادل ہے جو اُس کے اشعار پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ لیکن یہ لمحۂ مختصر بہت جلد بیت جاتا ہے اور سیاؔہ جس نے کچھ دیر کے لیے اپنے آپ کو محبت کی خوابناک کششِ ثقل سے آزاد کر لیا تھا وہ بڑے زور سے اُسے واپس کھینچ لیتی ہے۔ گرد باد میں رقص کرتا شاعری کا جن زور سے وجد میں آ جاتا ہے۔ سو سیاؔہ کے لیے دعائیں اور نیک تمنائیں۔

مخلص

فضیل ارشد

محبت کو عبادت مانتا ہے ...

جناب سیّد مزمّل احمد سیاؔہ اور اُن کی فکر انگیز شاعری پر کچھ لکھنے بیٹھا تو قلم نے ساتھ دینا چھوڑ دیا۔ میں نے اُن کی رفاقت میں جتنا بھی وقت گزارا ہے اُن کو اِنتہائی شفیق اور اچھے کردار کا مالک پایا اور سچ پوچھیں تو ایسا ہی کچھ اثر آپ کو اُن کی شاعری میں ملے گا جو ایک کھُلے سچ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے اب تک کبھی اُن کو کسی مسئلے کا حصّہ بنتے نہیں دیکھا۔ جب بھی کسی پریشانی میں ہم پھنسے اُن کے ہی پاس پہنچے۔ خدا جانے کے اُن کے پاس ہر مسئلے کا حل کہاں سے آ جاتا ہے، ہمیں تو نہیں معلوم!

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تک جانے کا رَستہ اِنسان سے ہو کر جاتا ہے۔ اور انسان کو چھوڑ کر جب جب آپ اللہ کے لئے جائیں گے، بھٹک جائیں گے۔ بس میں اِتنی حد ہی پار کر سکتا تھا۔ سیاؔہ کی شاعری کی جڑیں اگر غور کریں تو اُن کی زندگی کے ابتدائی دور سے جا ملتی ہیں یا شاید اُس سے بھی بہت پہلے۔ مجھے اُنہوں نے کسی راز سے پردہ اُٹھانے سے روک رکھا ہے مگر میں اِتنا کہوں گا کہ سیاؔہ ایسا شخص ہی ہے جو 'محبت کو عبادت مانتا ہے'۔ کہتے ہیں کہ آپ نے کسی کے باطن کی ذرا سی جھلک دیکھنی ہو تو اُس کا برتاؤ دیکھ لیں اُس کے ساتھ جو چھوٹا ہو، کمزور ہو، اُن کو ایسوں کو عزت دیتے دیکھا جن کو کوئی عزت نہیں دیتا۔ سیاؔہ کی شاعری اور اُن کا طرزِ زندگی ایسا ہے کہ جیسے پُکار پُکار کر کہہ رہا ہو:

بدن سے رُوح جاتی ہے تو بچھتی ہے صفِ ماتم
مگر کِردار مر جائے تو کیوں ماتم نہیں ہوتا

دُعا گو

طاہر عقیل

تمہاری میں کیا لگتی ہوں ...

خدا جانے ...
کہ
تیرا درد ..
ضرورت ہے!، محبت ہے!!، عبادت ہے!!!
خدا جانے ...
میں تجھ کو ہی ...
سمجھتی ہوں! ...
کوئی ہمدرد!، بڑا بے درد!!، کوئی قاتل!!!، مرا حاصل!!!!
مجھے تجھ سے ...
یہ کہنا ہے ...
کہ میں ...
تسلیم کا اِدراک پہنی ... ایک ... لڑکی ہوں!
مجھے تحقیق کرنی ہی نہیں ہے!!
کیسے مرتی ہوں!!!
مجھے اِتنا بتا دینا ...
تمہاری میں کیا لگتی ہوں!!!!

دُعا گو

نادیہ احمد (مسز مزمّل)

سرکش ہوں، بے نماز ہوں، جھڑنے نہیں دیتا
میں کتنا گناہ گار ہوں، جلنے نہیں دیتا
کوئی کفر بکتے بکتے جو کل رات رہ گیا
اُس کی رضا تھی، مجھ کو نکلنے نہیں دیتا
سَر بستہ کوئی راز ہی پِنہاں نہ ہو اِس میں
میں ڈوب تو جاؤں، کوئی مرنے نہیں دیتا
میں کب سے پڑا چوک پہ انمول سا ہیرا
سب بولی لگاتے ہیں، وہ بکنے نہیں دیتا
لگتا ہے کہ اب اُس کی نِگاہ ٹھہر گئی ہے
ہر روز تڑپتا ہوں میں سونے نہیں دیتا
سورج بھی ڈھل گیا ہے سیاہ رات کھڑی ہے
حاکم وہ کسی کو یہاں رہنے نہیں دیتا

کب کون کہاں بھیس میں مل جائے کیا پتہ
تھامیں جو سر کو ہاتھ پڑیں پائے کیا پتہ
سورج جو ڈَھل رہا ہو کہیں چھاؤں ڈھونڈ لو
قد سے نہ کچھ سِوا سے لگیں سائے کیا پتہ
پتّہ سا ٹوٹ کر جو اُڑا یوں لگا مجھے
در در بھٹک کے واپس چلا آئے کیا پتہ
لَب اور زبان، ہاتھوں میں، پاؤں میں بیڑیاں
یہ آنکھ کب اَسیر ہے رو جائے کیا پتہ
کل رات اَنجمن سے سیاہ بھاگ آیا میں
پھر سے نہ مُردہ گوشت سا کچھ کھائے کیا پتہ

دِل میں جھانکا عجیب رَنگ دیکھا
آدمی تھا کوئی ملنگ دیکھا
اُس نے آنکھیں جو چھین لیں اپنی
تب سراپا و اَنگ اَنگ دیکھا
تیری دنیا، عجیب دنیا ہے
اِس میں رانجھوں کا روپ سَنگ دیکھا
کون ٹھہرا ہے آ کے جنگل میں
ایک بوڑھے شجر کو دَنگ دیکھا
عاشقی اِمتحان لیتی ہے ...
اور کِتنے بھلوں کو تنگ دیکھا
جو نظر میں نہیں تھے اتنے سیاہ
پاس بیٹھے تو اُن میں زَنگ دیکھا

مَلنگن

رُوپ سَلونا، چال اَلبیلی، دِل وِچ جیسے سونا
ہر کوئی اُس سے دُنیا مانگے، وہ مانگے بس کونا
چھَم چھَم کرتے گھُنگرو باندھے، رات لُٹے، وہ لُوٹے
اور کوٹھے پہ جم کے ناچے، رُوپ چھُپائے سوہنا
چھُپ چھُپ کر وہ رونے والی، اللہ والی نہ ہو
پَل پَل جس کے آگے عاجز، اُس کا بس اِک رونا
پول کھُلے تو مر مر جاوے، چھُپا رہے تو جیوے
کیسے کیسے بھید وہ جانے پھر بھی وہ چُپ ہونا
روز سیاہ وہ ملنے آئے، روز کہے، رُک جائے
روز وہ ناپے کاسہ میرا، مجھے کہے کھِلونا

حقیر سایہ

کبھی آستاں سے دُعا ملی، مرے بگڑے کام سُدھر گئے
کبھی چلتے چلتے ہوا چلی تو اِرادے سارے بکھر گئے
مری زندگی بھی عجب رہی، یہاں قدم قدم پہ سزا ملی
کبھی مُنہ کھلا تو کھلا رہا کبھی ہاتھ پاؤں اُکھڑ گئے
میں کہ بے ہُنر سا حقیر سایہ، مرے کرم میرے نہیں سیاہ
میں نے آڑھی ترچھی لکیر کھینچی، نقوش خود ہی سنور گئے

معذور

چور آنکھیں ملا نہیں سکتا
دِل، دُکھڑے سُنا نہیں سکتا
لوگ آئے ہیں دُعا لینے کو
پاؤں اپنے اُٹھا نہیں سکتا
اُس نے بینائی دی تو کیسے دی
کوئی منظر دِکھا نہیں سکتا
اور انجام سیاہ ہوتا ہے
کوئی مَنتر بچا نہیں سکتا

یہ کیسا پیرِ کامل ہے، پڑھائی کچھ نہیں دیتا
سُجھائی کچھ نہیں دیتا، لکھائی کچھ نہیں دیتا
اُسے میں بولنے آؤں دُعاؤں کا، صداؤں کا
اُٹھاتا ہاتھ ہے اپنے، سُنائی کچھ نہیں دیتا
نہ آتا تھا تو برسوں تک نظر ہی کچھ نہیں آیا
اب آتا ہے تو بس ایسے، دکھائی کچھ نہیں دیتا
تری تسلیم کے بندے، رضا اوڑھے جو لیٹے ہیں
یہ کیسی موت جیتے ہیں، سُجھائی کچھ نہیں دیتا
سیاہ وہ شخص اعلیٰ ہے، خودی جس کی نہیں پابند
ذرا سی خاک بس پھونکے، دوائی کچھ نہیں دیتا

گِن گِن کے نمازیں کیا پڑھنی! نَپ نَپ کے چلے تو کیا گھوما!
ہم عالِم تھے سب کہتے تھے! جب رَب نہ ملا تو کیا سیکھا!
سب کشتی بھید کی کشتی تھی، اب تیر رہی یا پھر ڈوبی!
تم اُس کی رضا میں راضی تھے! اُس نے رکھنا تھا، جو رکھا!
میں بستی بستی ڈھونڈا ہوں! میں چپّا چپّا گھوما ہوں!
ہر ذات میں اُس کی ذات چھپی! کچھ اور دِکھا تو کیا دیکھا!
اب ظاہر تو بس ظاہر ہے! دِل رَگڑ رَگڑ کے کیا دھوئیے!
جو میل کچیل کہ اندر تھی! جب وہ نہ دُھلی تو کیا دھویا!
میں اپنے حال پہ روتا ہوں! مجھے اُس نے جنت دے دی ہے!
میری مانگ وہ شاید تھا ہی نہیں! اور وہ نہ ملا تو کیا پایا!
سو سجدے روز سیاہؔ گِن کے! اور گِن گِن کے تعریفیں بھی!
میں کم عقلی میں اللہ کو! دو چار گزوں میں ناپ آیا!

وہ اُس کی ذات ہے جس نے مجھے جینا سکھایا ہے!
وگرنہ سانس کے لینے میں بھی عاجز ہی پایا ہے!
میں سمجھا تھا کہ سیکھا ہوں میں کچھ اوراق پڑھ کے ہی
مگر باتیں جو لکھی ہی نہیں تھیں، کون لایا ہے!
مری صورت کے پیچھے کون سی صورت کہ پنہاں ہے!
مرے کرنے کے پیچھے کون سا کرنا ہے، سایہ ہے!
مری باتوں کو رہنے دو یوں ہی پنہاں، نہ کھولو کچھ!
میں ہوں بس ذرّہ ذرّہ خاک سا، اُس نے اُڑایا ہے!
مجھے آتی نہیں کچھ غیب کی باتیں، نہ پوچھو کچھ!
سند کچھ پاس میرے ہے نہیں، اُس نے پڑھایا ہے!
سیاہ اُس پہ دلیلیں مانگنے آئی ہے بَدبختی!
یہ میرے دوستوں نے آج کیا جھگڑا اُٹھایا ہے!

نِگاہِ رَب سے دیکھی ہے نمودِ عالم و ہستی!
نہ یہ خلق و خلائق ہیں، نہ ہی دیوار و در، بستی!
جنہیں اِک لَت پڑی ہو ساتھ رہنے کی، وہ کیا بہلیں!
تری باتوں سے کیا لینا؟ طبیعت ہی نہیں بھرتی!
عجب پَردے سے حائل ہیں مرے باطِل حواسوں پہ!
مجھے لگتی رہی ہے آج بھی صورت مری سچّی!
وہ عالم تھے، مگر اَندھے، فصاحت تھی، بلاغت تھی!
مری تعلیم تھی مخفی، دلیلوں سے کہاں لڑتی!
ابھی بھی کرب جیتا ہے! حُسینی ہو، تو جانو گے!
خودی جس قوم کی زِندہ ہو، نیزوں سے نہیں مرتی!
یہ کس طوفان کی باتیں سیاہ کرتے ہیں، آیا تھا!
کبھی منجدھار سے باہر بھی نکلی ہے مری کشتی؟

لکھا دیکھا بہت میں نے کتابوں میں، فسانوں میں
’تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں‘
محبت تھی مجھے اُس سے، عبادت کر نہیں پایا
پڑا ہوں ہم کلامی کی اُمنگ میں آستانوں میں
میں اپنی بات کرنے کے کہاں قابل رہا لوگو!
کہیں کچھ بھی نہیں آیا، کہیں ہوں راز دانوں میں
میں اُس کے پاس جاتا ہوں بہت نزدیک لیکن چُپ
جہاں سب مانگ لوں اُس سے، مگر ہوں بے زبانوں میں
اُسے فرصت ہی فرصت ہے، مجھے ملتی نہیں ساعت
وہ داتا ہے، وہ دے دے گا، مگر میں نا مُرادوں میں
مجھے ہلنا نہیں آیا، مجھے چلنا ہی کب آیا
مرے پر بھی نہیں میرے، وہی ہے اِن اُڑانوں میں
تمہاری بات ہے یکتا، تمہارے رنگ انوکھے ہیں
انوکھے رنگوں میں رنگ کے سیاہ ہے آسمانوں میں

عِلم

عِلم نہ ہو تو قلب اندھا ہے
عِلم نہ ہو تو روح پیاسی ہے
عِلم ہے تو نِگاہ روشن ہے
ورنہ سب جہل کی نشانی ہے

بدقِسمتی

ہمیں عِلم ہے تیرے جہل کا، ترا جہل اتنا نیا نہیں!
تجھے عِلم سے ہیں عداوتیں، تری اِس میں کوئی خطا نہیں!
تجھے پڑ گئیں بُری عادتیں، ترے واہمے کی دوا نہیں!
تو نے عِلم پا کے گنوا دیا، تجھے ربُ العزت ملا نہیں!

آگہی

عِلم سورج ہے، روشنی ہے عِلم
عِلم نہ ہو تو سب اندھیرا ہے
ہم نے پایا اِسے تو رَب پایا
اور اِنہیں ظلمتوں نے گھیرا ہے

جو بھی پایا، گنوا دیا ہو گا
محبتوں نے کیا کیا ہو گا
نام لکھا بہت تھا برسوں میں
تو نے اُس کو مِٹا دیا ہو گا
میرے اعمال سے تباہی تھی
اُس نے لیکن بچا دیا ہو گا
اُس کی آنکھوں میں جو سِتارے تھے
تو نے اُن کو بُھلا دیا ہو گا
سیاہ رات پھر، رات ہو نہ سکی
تجھ کو دِل نے اُٹھا دیا ہو گا

تمہی کہو ...

میں اپنے ہوش میں ہوتا، تو اُس سے کہتا کیا؟
اُسے شعور ہی ہوتا، تو اِتنا سہتا کیا؟
اُس نے خاموش سے لمحوں میں 'ہاں' کہا ہو گا!
میں بدحواس سہی، لیکن اِتنا بہتا کیا؟
وہ اب نہیں جو سیاہ، بے وفا ہی کہلایا
وہ دُور تھا جو اگر، پاس اِتنا رہتا کیا؟

محبت جیت جاتی ہے! تمہیں شک ہے؟ پرکھنا تم!
یہی قانونِ فطرت ہے، نہ مانو پر سمجھنا تم!
جسے چاہا، جسے چھوڑا، وہی روگِ رگِ جاں ہے!
اُسے پا کر بھی مرنا ہے، اُسے کھو کر بھی مرنا تم!
محبت لوٹ آتی ہے اگر رستہ بھی بھولے تو
یہی قسمت تمہاری ہے، ابھی پلٹو، پلٹنا تم!
جہاں پر کل کھڑے تھے تم، وہیں پہ آج ہو پھر تے
محبت دائرہ ہی ہے، اَبد تک یوں ہی چلنا تم!
یونہی پل بھر کی تھی دوری، وہ رنگ سو ساتھ لائی ہے
حیات اب رنگ برنگی ہے، نِکھرنا تم، سنورنا تم!
وہی آواز ہے شامل ترے ہنسنے میں، رونے میں
سیاہ آسیب ہے وہ تو، ذرا بچنا، سنبھلنا تم!

جو بھی تیرے شہر میں رہتے ہیں
کیسے کیسے قہر میں رہتے ہیں
کوئی بوڑھے شجر سے پوچھے تو
سب ہی موسم نظر میں رہتے ہیں
لوگ کہتے فقیر ہیں ہم کو
ہم تو تیرے سحر میں رہتے ہیں
بات اپنی ہی ہو تو کہہ دیں بھی
جانے کیسے اثر میں رہتے ہیں
آپ آئے تو سانس آیا ہے
ورنہ کب سے قبر میں رہتے ہیں
بجا! کہ ذات کی اندھیر کوٹھری میں 'نور'
'داغ' شمس و قمر میں رہتے ہیں
تم کو ہیں راحتیں نصیب سیاہ
لوگ تنکوں کے گھر میں رہتے ہیں

بچھڑ کے مجھ سے بڑی دیر تک اُداس رہا
وہ دور جا کے بھی، میرے بہت پاس رہا
مرے جذبات کی شدت نے نہ چھوڑا تنہا
اُس کے گالوں پہ مرے ہونٹوں کا احساس رہا
اُس سے بچھڑا تھا تو ہر لمحے خوف طاری تھا
اُس کو پایا ہے تو ماضی بھی بہت راس رہا
میں تو سمجھا تھا کہ خود کو ہی جلایا ہے سیاہ
وہ بھی کہتا ہے بڑا محوِ غم و یاس رہا

وہ بن کے آج مری کائنات بیٹھے ہیں
مرے دُکھوں کی، غم کی نجات بیٹھے ہیں
جو اِس نصیب میں لکھا، بِلا وجہ تو نہیں!
خبر نہیں ہے کہ کیوں ساتھ ساتھ بیٹھے ہیں
مرے دروازے پہ دستک ہی نہ دی ہو اُس نے
یہ اندیشے سے مگر دِل میں رات بیٹھے ہیں
اُسی کو پانے کی خاطر یہ دِل بھی ہارے تھے
اُسی سے جیسے مگر کھائے مات بیٹھے ہیں
محبتوں کی یہ بازی سیاہ نئی تو نہیں
یہ کیا کہ کر کے بڑی احتیاط بیٹھے ہیں

چراغ پاس ہے، کیوں دِل ہی رات جلتا ہے
مرا وجود، مرا اَنگ اَنگ پگھلتا ہے
میں جس مقام پہ فائز ہوں مجھے زیب نہیں
وہ پاس آئے اگر، دِل بہت مچلتا ہے
وہ جس کی راہ میں صدیاں قیام کرتی ہیں
مجھے گمان ہے کامل کہ ساتھ چلتا ہے
میں اپنے دور کا سورج ہوں مجھے یاد ہے یہ
میرے وجود میں لیکن وہی نکلتا ہے
مری حیات جو ہوتی تو میرا عکس ہوتی
سیاہ نقاب سا چہرے پہ کیا پھسلتا ہے

بے بسی!

جو بھی رشتے تھے، جو بھی ناطے تھے
جو بھی تم نے کیے تھے، وعدے تھے!
اِن میں کچھ بھی نہیں ہوا پورا
سارے موسم ہی اِستعارے تھے!
تم سے بچھڑا تو پھر نہ جُڑ پایا
تم سے پتھر بھی چاند تارے تھے
جتنے لوگوں کو میں نے اپنایا
سب ہی قسمت کے جیسے مارے تھے!
میں کہ اب بھی ہجوم میں تنہا
اِن ہی خاکی، نحیف پُتلوں میں
تیری ہستی تلاش کرتا ہوں!
اب بھی تُجھ سے ہی پیار کرتا ہوں!!

ضروری تھا!

پاس آنا بہت ضروری تھا!
اُس کو پانا بہت ضروری تھا!
اُس نے بولا بھی 'میں نے جانا ہے'
اور جانا بہت ضروری تھا!
میں نے اُس کی کلائی تھامی تھی
'کہ بتانا بہت ضروری تھا!'
وہ بھی ہے آج اور 'ٹکٹ' بھی
یہ زمانہ بہت ضروری تھا!
دیر کرتے نہیں محبت میں
یہ جِتانا بہت ضروری تھا!
تم جو ہوتے سیاہ تو کیا کرتے؟
آشیانہ بہت ضروری تھا!

اُسے کہنا!

اَبھی پچھلے پہر ہی کوئی 'ساعت' ہو گئی ہے
مرے جذبات کی کُھل کے وضاحت ہو گئی ہے
نہ جانے کیوں مرے سینے میں گھبراہٹ نہیں ہے
قیامت پہ مگر نازل قیامت ہو گئی ہے
بہت سوچا مگر دِل کو نہیں سمجھا پایا
کہ جیسے جسم کو رُوح سے عداوت ہو گئی ہے
یوں تو موسم کی رنگینی کبھی بھائی نہیں تھی
مجھے ساوَن میں جلنے کی ہدایت ہو گئی ہے
میں اُس کے ساتھ میں گھوموں، اِذن اُترا نہیں یہ
اُسے بس سوچ لینے سے عبادت ہو گئی ہے
مری آنکھوں کی لالی رَتجگے ہیں بیتی راتوں کے
مگر دِل کو بہت سینے میں راحت ہو گئی ہے
سیاہ وہ جاتے جاتے ہی اچانک لوٹ آئے!
اُسے کہنا 'مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے!'

ٹیس سی رات بھر اُٹھتی رہی ہے
محبت درد بن کر جی رہی ہے
مرے اندر کوئی روتا رہا ہو
وہ اپنے اَشک ایسے پی رہی ہے
اُسے میں چین دینا چاہتا ہوں
مگر وہ زَخم اپنے سی رہی ہے
بہت کر کے اُسے دیکھا جُدا سا
ضرورت پر ضرورت ہی رہی ہے
آنکھیں میری تھیں، خواب اُسکے سیاہ
میں اُس کا اور وہ میری رہی ہے

گُزارش!

مسئلہ عِشق کا ہے، شاد کر دے
مرے دِل میں خوشی ایجاد کر دے
تری دُنیا، مری دُنیا اگر ہے!
مری دُنیا کو پھر آباد کر دے
نجانے کیوں بندھا ہوں ظلمتوں سے
بڑا بے چین ہوں، آزاد کر دے
سوالی بن کے آیا ہوں 'محبت'!
بہت مجبور ہوں، امداد کر دے
تجھے معلوم ہے میری کہانی
یہ اب تجھ پہ، مجھے برباد کر دے
سیاہ بن کے مجاوَر بیٹھ جاؤ!
بہت ممکن ہے وہ اِفتاد کر دے

ذہن کہ سوچ سے عاری ہے کیا کروں نہ کروں!
مگر یہ دِل بہت مائل ہے تم سے پیار کروں!
تمہاری پیاس تو دِل میں خُدا نے ڈالی ہے!
خُدا کا پاس اگر ہے، تمہارے ساتھ چلوں!
مجھے زمین میں رِشتے نِبھانے پڑتے ہیں!
مگر یہ حُکم بھی آیا ہے اُس کے ساتھ رہوں!
سکوں جو جِسم میں ہوتا تو مجھ کو ملتا بھی!
سکوں جو رُوح میں گھائل ہے تو اُسی سے مِلوں!
خَلق پہ فرض کیا احترامِ آلِ نبیؑ!
مُجھے یہ بول دیا 'کُل خَلق کا پاس رکھوں!'
سیاہ زمین بھی قائم رہے پائے تلے!
اِذن یہ مجھ کو ملا ہے کہ آسمان چھوؤں!

منزل ...

کہاں لے آئی ہے آخر
تمہاری جُستجو ہم کو،
تمہاری آرزو ہم کو،
یہاں کے لوگ تو جاناں!
چمکتے چاند تاروں کو،
کُشادہ گلیوں میں ...
اُونچے مکانوں کے گُلابی شبنمی چہروں کو، ہونٹوں کو
نشیلی آنکھوں کو
اور
مخملیں اَنمول جِسموں کو
محض خاکی سمجھتے ہیں!!!

بِلا وجہ ...

اُس نے ہم سے ہے محبت کی وضاحت مانگی ...
اِتنی تفصیل سے جیسے ہوئی قائل ہی نہیں ...
یہ بھی سچ ہے وہ
'پسندیدگی' تھی عرصے سے ...
یہ بھی سچ ہے کہ محبت نہیں کی تھی ہم نے!
اُسے سمجھانے کو
الفاظ نہیں ملتے ہیں ...
جنُوں کا وقت کہ قائم ہے کسی لمحے میں!

ہر کلی میں ہی جبھی ...
پھول نہیں بنتے ہیں!
پسند ہر کوئی ہو مجمع میں ...
کیا جاتا ہے!
ساتھ ہر ایک کب چلنے کو
لیا جاتا ہے؟
وہ محبت میں ڈھلی کب؟ ... اور دل میں اُتری ...!
کون جانے کہ محبت ... پسند رہ جائے!
یہ تو اَحکام ہیں 'اُس' کے
سو
'وہی' جانے ہے!
ہم کو ملتا ہے جو ... تعمیل کیے جاتے ہیں!...
اُس نے ہم سے ہے محبت کی وضاحت مانگی ...
اُس کو خود ہی نہیں معلوم
کہ
مانگی کیوں ہے؟

محبت مسئلہ ہوتی ...

لکیریں کھینچنے کی اُس کو عادت ہے!
وہ اب بھی سوچتی ہے یہ
محبت مسئلہ ہوتی ...
تو اُس کو حاشیوں میں ڈال کے
تقسیم کر لیتی!
سبھی سُود و زیاں لکھ کر
دلیلیں اِن میں بھر لیتی!
(دلائل اپنی مرضی کے ... لکیروں میں!)
محبت مسئلہ ہرگز نہیں ہے! ... جب ہی پہروں سے
وہ اپنے زائچے لے کر ...
لکیریں سی بناتی ہے،
(بنا کے پھر مٹاتی ہے!)
منع وہ کر نہیں پائی ...
یونہی بس روتی جاتی ہے!

زیست آسان ہو کتنی، عبادت ساتھ رہتی ہے!
محبت مر نہیں سکتی، محبت ساتھ رہتی ہے!
کسی عامل نے بولا تھا مری رُوداد سُن کے یہ
'میاں یہ عیش ممنوع ہے، ضرورت ساتھ رہتی ہے!'
مری قیمت، مری تسلیم کے گوہر میں پنہاں ہے!
یہ قسمت کب سُدھرتی ہے، مصیبت ساتھ رہتی ہے!
دمِ رخصت جو ہنستے ہیں، وہی روتے ہیں خلوت میں
لاکھ پردے گرائے ہوں، حقیقت ساتھ رہتی ہے!
سیاہ کعبے بہت دیکھے، بڑے سَجدے کئے لیکن
عقیدت کب بھٹکتی ہے، عقیدت ساتھ رہتی ہے!

صرف اظہارِ محبت ہے تو ایسا کیوں ہے
درد دِل کا ہے تو آنکھوں سے ٹپکتا کیوں ہے
اُس نے ہر طور بتایا کہ وہ میرا تو نہیں
کوئی سمجھائے مجھے آج وہ تنہا کیوں ہے
پَل کے قصّے تھے تو پَل بھر میں نمٹ جاتے ناں!
اُس نے پھر آج لگاوٹ سے یوں دیکھا کیوں ہے
وہ میرے ساتھ تھا برسوں سے مگر اِس لمحے
دِل اُسے دیکھ کے اِس زور سے دَھڑکا کیوں ہے
مر گئے لوگ کئی دورہِ دِل میں جو سیاہ
میرا دِل ڈوب کے پھر آج یوں سنبھلا کیوں ہے

گھر اُس کا اُٹھایا گیا، گرتے گئے تھے ہم
روشن ہوا جو گھر تو پگھلتے گئے تھے ہم
ساوَن میں کب اٹل ہے محبت کا بھیگنا
جل تھل ہوئی زمین تو جلتے گئے تھے ہم
بچھڑے جو اُس سے رات تو خالی دماغ و دِل
بارش میں کہیں دُور تک چلتے گئے تھے ہم
آنکھوں میں خون، دِل میں نگاہ، کیسے سب ہوا
ایسے یوں تیرے پیار میں ڈَھلتے گئے تھے ہم
جاں سے گُزر گئے جو محبت میں تو سیاہ
نظروں میں اُن کی اور نکھرتے گئے تھے ہم

محبت ہو ہی جاتی ہے ...

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی
محبت میں ...
کوئی حسب ونسب معنی نہیں رکھتے
محبت میں ...
کوئی کالا ہو کہ گورا،
دیکھا بھالا ہو کہ کورا...
کہاں دل رُک ہی پاتا ہے ...
محبت ہو ہی جاتی ہے!
میں اُس سے اکثر کہتا تھا...
محبت میں مگر سب ہی،
محبت کرتے کرتے ہی ...
(وہ چاہیں یا نہ چاہیں پر)
یہ باتیں بھول جاتے ہیں!
اچانک ایک لمحے میں ...
ضرورت توڑ جاتی ہے!
محبت چھوڑ جاتی ہے!

(مری باتوں کو سُننا اُس نے سیکھا ہی نہ تھا جیسے)
بہت کچھ اَن سُنی کر کے
مجھے وہ ٹوکا کرتی تھی ،
یہی بس بولا کرتی تھی ...
ضرورت اور محبت کے قدوں میں فرق ہے اِتنا ...
ضرورت چاہے بھی کِتنا ...
محبت ہو نہیں سکتی!
(محبت کِتنا گر جائے ...
ضرورت بن نہیں سکتی!)
مگر اِک دن ...
مری ہر بات جُھٹلا کر ...
مجھے ...
مری اوقات بتلا کر!!
وہی حسب ونسب
اور
اپنی اُونچی ذات جتلا کر ...
ضرورت کے عوض اُس نے ...
محبت بیچ ڈالی تھی!!! ...
اُسی لمحے ...
(ضرورت کے تحت جب لوگ سارے چھوڑ گئے مجھ کو)

'وہ' میرے ساتھ بیٹھا تھا!
(وہی 'مولا' کہ سب اَرض وسَما جس نے بنائے تھے)
'اُسی' نے مجھ کو بولا تھا!
کوئی کالا ہو کہ گورا ،
کوئی جاگا ہو کہ سوتا،
وقت تبدیل ہوتا ہے!
'وہ' سچا ہے ... جبھی دیکھو!
کہ
اِتنے سالوں کی لمبی مُسافت طے کر کے وہ ...
(ضرورت کے تحت شاید)
اُنہی اَندھیر راہوں میں،
بہت تنہا ، اَدھوری ہی کھڑی ہے!
(مری اوقات پہلے سے بہت بہتر ہے لیکن اب)
محبت اور ضرورت کی پُرانی جنگ بظاہر تو
اُسے ملنے نہیں دے گی،
ساتھ چلنے نہیں دے گی!
میں مُنکِر تھا بہت پہلے ... پر اب تسلیم کرتا ہوں ...
محبت میں کوئی حسب ونسب موجود بھی ہو تو
کوئی معنی نہیں رکھتے ...
(ضرورت تو ضرورت ہے ... خُدا بس خُوش رہے اب تو!)

مجھے گو یاد ہے اب بھی ... کبھی پہلے ...
ضرورت کے عوض اُس نے ...
محبت بیچ ڈالی تھی!!!
(مگر بولا ناں میں نے یہ! ... خُدا بس خُوش رہے اب تو!
کہ اُس کے لوٹ آنے میں ...
خُدا کی مَصلحت ہو گی!!)
میں اُس کا ہاتھ تھاموں گا ...
جُھکی نظریں جو دھیرے سے ذرا اُوپر اُٹھائے گی ...
تو بولوں گا ...
''ضرورت کے تحت ہم نے ...
(یا بلا ضرورت ہی)
کسی کو دِل میں رکھا ہو ...
عقیدت ہو ہی جاتی ہے!
اور
چاہیں یا نہ چاہیں ہم ...
یہی قانونِ فطرت ہے ...
محبت ہو ہی جاتی ہے!!''

گُمشدہ ...

حقیقت جاننے کی اُس کو عادت ہے!
میں کہ 'تسلیم کا بندہ'،
مجھے آتا نہیں کچھ بھی ...
(حقیقت جان لینے کا کوئی نسخہ!)
مری اُس سے لڑائی بھی یہی ہے ...
اُسے تسلیم کب ہے ... ''آنکھ بند تسلیم کر لینا!'' ...
مجھے تحقیق کے مُشکل مراحل راس ہی کب ہیں!
میں اُس سے اکثر کہتا تھا ...
کہیں ایسا نہ ہو اِک دن
دیکھے بھالے ہوئے رستے،
یہی کچھ کچے پکے سے ... پُرانے سے ...
مگر ... 'رشتے!' ...
حقیقت جاننے کی جُستجو میں ...
صاف کھو جائیں ...!

مگر وہ ہنس کے کہتی تھی
کہ
ایسا ہو بھی جائے تو ...
مجھے وہ اِتنا چاہتی ہے ...
(حقیقت جان لینے کی خواہش سے کہیں زیادہ!)
مجھے وہ ڈھونڈ ہی لے گی!
مگر دیکھو! ...
حقیقت جان لینے کے لئے کب گھر سے نکلی تھی ...
(میں کہ تسلیم کا بندہ!)
مجھے معلوم ہے کچھ بھی نہیں 'گمراہ' رستوں کا! ...
'حقیقت کا!'
وہی تحقیق کی بندی ...
(حقیقت جان لینے کے لئے جو گھر سے نکلی تھی!)
حقیقت مل گئی اُس کو؟ ... تمہیں معلوم تو ہو گا! ...
مجھے اِدراک ہی کب ہے ...
بس اِتنا جانتا ہوں کہ
حقیقت کے متلاشی ...
حقائق جان بھی لیں تو ...
گھر اپنا ... بُھول جاتا ہے!!!

مجھے وہ اچھا لگتا ہے!

گو وہ انداز سے اپنے بہت ہی کچّا لگتا ہے!
مگر دِل کو نجانے کیوں وہی بس سچّا لگتا ہے!
بُرائیاں ڈھونڈنے والو، بُرائیاں ڈھونڈ لیں ہوں گی!
مجھے وہ اچھا لگتا تھا! مجھے وہ اچھا لگتا ہے!!
وقت ہر فِکر کے انداز بدلتا ہے سیاہ
مجھے جو بچّہ کہتا تھا، مجھے وہ بچّہ لگتا ہے!

حد ...

نہیں آتا ہے سندیسا مجھے کچھ اپنی عرضی کا!
سُنائی دے رہا ہے دِل کو کیوں اِقرار فرضی سا!
اَنا کی حد بھی ہوتی ہے، کوئی سمجھائے ناں اُس کو
اُسے سچ چاہیے ہوتا ہے، وہ بھی اپنی مرضی کا!!

جنہیں آتا نہیں لڑنا، بہت بے باک ہوتے ہیں!
محبت کرنے والے تو نہیں چالاک ہوتے ہیں!
یہ سارے دِل کے اَندیشے، کسی کی چال ہی ہوں گے!
خدا ورنہ یہ کیوں کہتا، ''نہ وہ غمناک ہوتے ہیں!''
جنہیں ایسی تمنا ہے کہ ہم جُھک کے ملیں اُن سے
خدائی کا جنہیں لالچ رہے، سفّاک ہوتے ہیں!
ضرورت کھینچ لائی ہے اُنہیں 'نادان چوکھٹ' پہ
خدا سمجھیں تو سمجھیں وہ، مگر ہم خاک ہوتے ہیں!!
مصیبت میں سیاہ لِپٹی بہت ہوں گی عطائیں بھی!
جبر کو سہنے والے ... صاحبِ اِدراک ہوتے ہیں!!

رہنا تھا چُپ جہاں پہ، وہیں پہ بِپھر گیا
سِمٹا رہا تھا دیر سے، پَل میں بکھر گیا
مجھ کو گِرا کے نظروں میں اپنی ہی گر گیا
اِک شخص آپ اپنی حماقت سے مر گیا
ممکن سے موسموں کا رہا ہو عمل دخل
پتّہ سا سبز کوئی جو کل شام جھڑ گیا
شامل تمام ہوں گی عبادات و نیکیاں
کیسے رضا کی راہ سے کوئی اُتر گیا
دِل سے تمام رات اُجالے سمیٹ کر
چُپ چاپ ایک شخص تھا، جانے کِدھر گیا
کئی دن سے مُضطرب تھا وہ، بولا، نہ رہ سکا
اپنے ہی دِل کی بات وہ عُجلت میں کر گیا
اُس کو خِرد عزیز ہے، مجھ کو سیاہ عِشق
منزل کے پاس آ کے جو قصداً مُکر گیا

بڑی صفائی سے دامن بچانا پڑتا ہے
بلندیوں سے بھی خود کو گِرانا پڑتا ہے
مِرا جنون نہ رسوا کرے طریقت کو
فَنا کے بعد بَقا ہی میں آنا پڑتا ہے
میں ڈر گیا ہوں سرِ محفلِ اِنعام و کرام
کثافتوں کا بھی جلوہ دکھانا پڑتا ہے
مناظروں کا میں قائل ہوں پر خدا کے لئے
کرو نہ بحث خدا پہ کہ ماننا پڑتا ہے
دِلوں میں شک ہو اگر تو نِگاہ ملتی نہیں!
نِگاہ پہ پَردے بڑے ہیں، اُٹھانا پڑتا ہے!!
مِرا مِزاج تو رُوح کا نہیں عکّاس سیاہ
دِکھے نہ رَب ہی کہیں، تو چُھپانا پڑتا ہے!!

چُھپا لینا ہی اچھا تھا، زباں زَد عام آیا تھا
محبت کی عدالت میں کسی کا نام آیا تھا
عجب ہے یہ سفر کہ راحتیں بھی رُوپ بھرتی ہیں
مُقام و مرتبہ سے گِر کے ہی آرام آیا تھا
سمندر بے نیازی بھولتا جاتا تھا اپنی کل
نجانے کون تھا، برسوں کا پیاسا، شام آیا تھا
وہ سمجھا ہے سیاہ، قسمت کا مارا، مات کھانے پر
اُسے کوئی بتائے موقع یہ ہر گام آیا تھا

یاداشت

سمندر کرب میں آ بیٹھا ہے ساحل کنارے پہ
اُسے یہ یاد آتا ہی نہیں ہے کون پیاسا تھا!

چھُپے ہوؤں کی شب و روز جُستجو کرنا!
جو ساتھ ساتھ ہوں اُن کی ہی آرزُو کرنا!
سِکھا دیا ہے محبت نے اب 'طریقت' بھی
کبھی گُمان میں آیا نہ 'اللہ ہُو' کرنا!
مصیبتوں میں بھی 'آداب'، اُس کی بخشش ہیں!
یہ جو آیا نہیں ہے 'آپ' کو بھی 'تو' کرنا!
رفاقتوں کے عجب رنگ ہیں آسمانوں میں
سمجھ میں آئے تو مرنے کی آرزُو کرنا!
دِکھا دیے ہیں مجھے ایک پَل میں سارے جہان!
بِلا وجہ تو نہیں 'اُن' سے گُفتگُو کرنا!
جُٹا ہوا ہوں محبت کی عرضیوں میں سیاہ
مگر نصیب کہاں اُن کے رُو برُو کرنا!

حسرتیں

درد اپنا تو، کسی کا سکون ہو جائے!
جنون میرا ہے، تیرا جنون ہو جائے!
تُجھ کو مِل جائیں جنّتیں ساری!
چاہے اُلفت کا خون ہو جائے!

جس دِل میں اللہ رہتا ہے
وہ اپنا کیا کچھ کرتا ہے؟
ہم عِشق میں ڈُوبے، بولے تھے
وہ ہم کو شرابی کہتا ہے!
جو اپنا آپ گنوا بیٹھا ...
وہ دریا کیا خود بہتا ہے؟
معمُور رہا چھاؤں کے لئے
جو دھُوپ کڑی بس سہتا ہے!
وہ سمجھے سیاہ کو ہیں پاگل!
اور پاگل ... اُن کو کہتا ہے!!!

وقت آگے نکل گیا ہو گا
چوٹ کھا کے سنبھل گیا ہو گا
اُس نے نِسبت نہ توڑ ڈالی ہو
ورنہ جَلوت میں جل گیا ہو گا
جان اپنی تو رائیگاں نہ گئی
موم تھا وہ، پگھل گیا ہو گا
کل جو سَجدے گِنے بہت تو نے
پاؤں تیرا پھِسل گیا ہو گا
لوگ کہنے لگے تجھے مَرہم
کوئی تُجھ کو بدل گیا ہو گا
رات پا بَرہنہ سیاہ نکلے
کوئی مَن میں مچل گیا ہو گا

فلک سے حکم آیا ہو، تو سانسیں دینی پڑتی ہیں
خدا جب مانگ لے آنکھیں، تو آنکھیں دینی پڑتی ہیں
ہوئی اُس کو نہیں بالکل خبر جب وقت آ جائے ...
زباں کو روکنا پڑتا ہے، باتیں دینی پڑتی ہیں
محبت بندگی ہو تو، نہیں فارغ کوئی ساعت!
صبح سے شام ہو جائے، راتیں دینی پڑتی ہیں
سیاہ بس 'عمل' کرتا ہے کسی کو لاکھ میں چیدہ!
کُھلا رازِ بلند پرواز، شانیں دینی پڑتی ہیں!

بندے

جو بندے اُس کے ہوتے ہیں، وہ بندوں ہی میں رہتے ہیں
سکوں جن کو نہیں ملتا، سکوں کے بانٹ دینے تک!

اُس کی آنکھوں میں کبھی پیار بھی ہوتا ہو گا
وہ بھی چپکے سے (کہ یہ داغ ہے) دھوتا ہو گا
آب پا لیں تو سبھی بیج شجر ہو جائیں!
اِک اِسی آس پہ یادیں مری بوتا ہو گا
جو مرے پاس نہیں ہے مری حالت کا علاج
وہ بھی تاروں سے بہلتے ہوئے سوتا ہو گا
زندگی اُس کی عداوت پہ نہیں ہے موقوف
میں جو سو جاؤں تو وہ پھُوٹ کے روتا ہو گا
عشق تسبیح ہے سیاہ، منکے بکھر جائیں بھی تو
دانے گِن گِن کے دوبارہ وہ پِروتا ہو گا

آس میں، خواب میں آؤ!
یا مہکتے، گلاب میں آؤ!
میں کہ رہتا بہت ہوں شرمندہ ...
اب دوبارہ حجاب میں آؤ!
دِل میں چپکے سے پڑھ سکوں، ایسا
شعر بن کے کتاب میں آؤ!
مجھ کو آئی نہیں ہے ہُشیاری ...
تُمھی ڈَھل کے حساب میں آؤ!
جی بہلنا بہت ضروری ہے
آؤ! چاہے عذاب میں آؤ!
گُھلنا مِلنا سیاہ اچھا ہے!
مِل کے اِک دن شراب میں آؤ!

درد دے کر قریب ہو بیٹھے
لوگ کیسے عجیب ہو بیٹھے
اور دل میں کہیں تھی نا شُکری!
ایک پَل میں غریب ہو بیٹھے
اُس کی دنیا عجیب دنیا ہے
کیسے کیسے نصیب ہو بیٹھے
جِن نے آنسُو سنبھال کر رکھے
کوئی شاعر، ادیب ہو بیٹھے
اُس کے بولے کو بولنا سیکھا!
کب نجانے خطیب ہو بیٹھے
جب سے تم کو چُنتا ہے اپنے لئے
جانے کتنے رقیب ہو بیٹھے
وہ کہ جس کا حبیب ہے اللہ
ہم تو اُس کے حبیب ہو بیٹھے
ہم میں کچھ بھی نہیں سیاہ رکھا
روئے چُھپ کے، طبیب ہو بیٹھے!

نام اُن کے، ادا کے ہوتے ہیں!
جرم سارے فِدا کے ہوتے ہیں!
آدمی تو کسی کو کیا دے گا ...
فیصلے سب خدا کے ہوتے ہیں!
چاہے پَل کی رہی ہو بے خبری
بے خبر تو سدا کے ہوتے ہیں!
بھوک ہو، پیاس ہو یا بے دردی
فاصلے صرف رِدا کے ہوتے ہیں!
بے اَدب تو نہیں خلق ساری
کچھ تسلیم و رضا کے ہوتے ہیں!
عین ممکن ہے وہ کہ لوٹ آئے
راستے اِبتدا کے ہوتے ہیں!
بات اِتنی تو نہیں ہے مُشکل!
رنگ سارے سیاہ کے ہوتے ہیں!!

رات کو ڈَس لیا اندھیروں نے
صبح کو کیا دیا سویروں نے
جس کو کوئی پناہ نہیں دیتا
اُس کو اپنا لیا ہے ڈیروں نے
دِل میں اُس کا جمال ہے جیسے
راہ روکی ہوئی ہے پیروں نے
کوئی کالا ہی دے گیا ہو گا
مُفلسی پال لی امیروں نے
کچھ تو اُس میں رہی تھی بے تابی
جان دے دی اُسے، اَسیروں نے
دیر سے آئے ہو سیاہ لینے
بے خودی بانٹ دی فقیروں نے

یہ میرا دِل مجھے کہنے لگا ہے
نہیں ہے کوئی جو اُس کے سوا ہے
میں جس کی خاک کی بھی خاک نہیں
مجھے وہ آج یوں کیسے ملا ہے
اور ہو جائیں گی اب مُشکلیں بھی
وہ جیسے جانتا ہے کیا ہوا ہے
مرا سینہ جو اب کُھلنے لگا ہے
مرے پیکر میں اُس کو کیا دِکھا ہے
جو دِل میں ٹیس سی اُٹھتی رہی ہے
وہی تو دردِ دِل کی اب دوا ہے
کوئی چُپکے سے یہ کہہ کر گیا ہے
'جو حق پہ مر مِٹا وہ کربلا ہے'
مجھے مشہور نہ کرنا شرابی!
کہ دِل تو نیند میں جاگا رہا ہے!
مرا مطلوب تیری بندگی ہے
مجھے تو بہشتیں دینے چلا ہے!
سیاہ اُٹھ گئے اگر تو پوچ لیں گے
ترا سَجدے میں رہنا ہی بھلا ہے!

Billboard

عِشق کی راہ پہ چلنے والو! ... لِکھا دیکھا، پڑھا کہیں ہو گا!
''جس نے وابستگی ختم کی ہو ...اُس کو اب درد بھی نہیں ہو گا!!''

وابستگی!...

بس ... وابستگی نہیں ٹوٹی!
ورنہ ٹوٹی ہر ایک خواہش تھی
کل جو اُس سے ملا ہوں ساوَن میں
سب ہی ویسا تھا، کچھ نمائش تھی
اُس کا جی نہ کیا تھا کہنے کا
میرے لہجے میں بھی زِیبائش تھی
بَرق کڑکی تو رو پڑی آنکھیں!
غم سے بوجھل تھیں کہ سِتائش تھی
آنسُو میرے تھے اور اُس کے بھی
اِن میں باہم رَبط بارش تھی!!

اُس درد کے ہی نام جو تو نے جگا دیا
سوتے میں دِل کو رات کسی نے اُٹھا دیا
میں کب سے پریشان تھا بربادیِ دِل سے
اِک ٹیس نے اُٹھ کے مجھے سب کچھ بھُلا دیا
سو لوگ پاس ہوں مگر رہتا ہے کوئی پاس
رشتوں کی اجنبی نے نزاکت بتا دیا
مجھ کو یقین کب تھا نصیبوں کے کھیل پہ
جب تک کہ اِک فقیر نے مجھ کو گِرا دیا
جس کو بہت چھُپایا تھا برسوں سے دِل میں وہ
ساوَن کی اِک جھڑی نے ہی کیسے بہا دیا
اُس کے تو کھیل سارے سیاہ ہیں، نہ اُلجھو تم!
کیوں اَژدھا کسی کو، کسی کو عَصا دیا!

اِک عہد کہ جیسے بیتا ہے
دُکھ درد وہ اب بھی سہتا ہے
جو درد کے عوض فِردوس لکھے
وہ ناقدروں کو دیتا ہے
اُسے بے رحمی سے کیا شِکوہ
جو زَخم کو اپنے سیتا ہے
سو عیب نکالیں، حسد کریں!
وہ اپنے ذوق میں جیتا ہے!
کوئی اپنے قرآں کی ہے تسبیح!
کوئی اپنے بھجن کی گیتا ہے!!
سیاہ اُس کو شرابی کیا کہنا ...
جو عشق کی تیرے پیتا ہے!!

نمی

بات سے بات یوں چلنے لگی ہے
یہ اُس کے پاس سے صورت بنی ہے
بُرائی کر رہا ہوں دیکھنے کو
کہ یاد اُس کی کہیں دِل میں رہی ہے
مجھے اُس سے سیاہ ملنا نہیں ہے
وہ ہو کر آنکھوں میں رہتا نمی ہے

کمال

ترے طلب کی جو ہے اِنتہا، وہ مسافتوں میں مثال ہے
ترے چار سُو جو ہے تیرگی، تری چاہتوں کا کمال ہے

روپ سچّوں کا بھرا ہے!

تیری طَلب مجھ کو نہ لے چلے، کہیں ذاتِ اَقدس کے رُوبرو ...
تو نے جھوٹ مُوٹ کے فقیر کو سرِ دارِ عشق چڑھا دیا!!

وہ بول کہ جس بول میں کوئی جھول نہیں ہے!
وہ بول نہ تولو! کہ مرا بول نہیں ہے!
جو بات کہ مجھ کو کبھی معلوم نہیں تھی
وہ بات میں بولا تو مرا قول نہیں ہے!
تم گِن کے چلو گے تو کرو حِرص کا دعویٰ
مومن کے عقیدے میں کہیں تول نہیں ہے!
کچھ گرمیِ ایام کا شِکوہ نہ ہو لب پہ
صابر کا حقیقت میں کوئی خول نہیں ہے!
تم کچھ بھی عقیدت نہ رکھو اِس کے علم سے
یہ اَرض تو دھوکا ہے بڑا، گول نہیں ہے!
جو لوگ کہ رہتے ہیں بڑا ساتھ، ہیں دھوکا!
جو ذات کہ ہے ساتھ بہت، کول نہیں ہے!
تم اُوڑھ کے چادر سیاہ، نکلو گے؟ بِکو گے؟
عاشق کا دو جہان میں کوئی مول نہیں ہے!!

دل کو نہیں سکون کہ کوئی خاص اب بھی ہے
حلقہ ہے، اِک ہجوم ہے، بدحواس اب بھی ہے
بہشت کو پا کے بھی مجھے بہشت نہ مل سکی
تیرے قریب ہونے کا احساس اب بھی ہے
آبِ حیات مجھ کو پلایا، یہ کیا کیا!
گو موت ٹل گئی ہے مگر پیاس اب بھی ہے
میرے نصیب میں سبھی اُس کی رضا سے ہے
جو کچھ بھی ہو گیا ہے بہت راس اب بھی ہے
میں تو ترا رفیق ہی ہوتا سیاہ تو کیا!
ہوتا رہا ہے مجھ کو گُماں، آس اب بھی ہے

سِتم ـ کرم

بول تمہارے، عطا تمہاری، میں ہی شاعر کہلایا!
تم تو چھُپ کر بیٹھ رہے ہو، دنیا مجھ کو پوجے گی!!

لُطف

ہوا ہے کربِ مسلسل تری جدائی میں
مگر میں جان کے راضی رہا خدائی میں
میں ڈھیر ہوتا گیا اُس کی رحمتوں کے سبب
سیاہ ہے لُطف بڑا نعرۂ گدائی میں

فضل

ترے فضل کا ہی ہے اِنتظار، مرے پاس کیا ہے جو ہو بیڑا پار
ترے نورِ حق میں سیاہ چلے، تو نے پیر و مُرشِد بنا دیا!!

بے فیضگی

اور بے فیضگی نہیں اچھی!!
کاش تو خود سے ہی چلا ہوتا!
تو جو آیا، تو جُھک کے آیا تھا
دل بھی جُھک کے سیاہ مِلا ہوتا!

کرم

ترا کرم شاملِ حال ہے، مرا اِس میں کیا ہی کمال ہے
تو نے سائلوں کو بھیج کر مجھے اپنے رستے چلا دیا

آہ

کسی نے چھین کے پیسہ اُٹھا دیا تھا جسے
کسی کی آہ سے دِیوار گر گئی ہو گی

محبت ہو بھی سکتی تھی

نہ رہتا وہ بہت تنہا، جو دُکھ تقسیم کر لیتا!
کہ وہ تحقیق نہ کرتا مگر تسلیم کر لیتا!
محبت ہو بھی سکتی تھی سیاہ اُس کو بتا دینا!
اگر میں تھا بُرا اِتنا تو وہ ترمیم کر لیتا!!

جو بھی بننا ہے اب بنے دل کا
کہ اِضطراب ہی نہیں ہے حاصل کا
اُس کی قُربت میں فاصلے پائے
اور سوچا نہیں ہے منزل کا
ناؤ طوفان میں رہی ایسی
پتہ ہی بھول گئے ساحل کا
حرم بتوں سے بھرا ہے کسی پُجاری کے
کعبہ دل میں رہا ہے مائل کا
پیار کر کے نہیں ہے شرمندہ
دائرہ بڑھ گیا مسائل کا
میں نے خود اُس کو دلائی ہمت
حوصلہ تو نہیں تھا قاتل کا
دل میں تو بھی سیاہ نہیں آیا
وہ ہی بستا رہا اوائل کا

پاگل!

وہ مجھ کو
پاگل کہتی تھی ...
پر مجھ سے بچھڑتے لمحے وہ
کچھ ایسے پھوٹ کے روئی کہ
میرے بوجھل کندھوں سے ...
وہ سر کو ہٹانا بھول گئی!!

تاثیر

اور ہو جائے نہ سیاہ گہری ...
مہندی اُس نے رَچا لی ہاتھوں میں!!

بابا

کہاں تھا، کون تھا، کیا تھا، بہت تکلیف دہ ہو گا!
محبت، ٹوٹ کو چاہو، تو بہلایا نہیں کرتی!
وہ دیتا تھا کہ لیتا تھا، شجر تھا، سائباں تو تھا!
اب اُس کے بعد چھاؤں بھی کبھی آیا نہیں کرتی!!

سبھی احساس پہ بھاری ہو جیسے
ترا اِدراک ہی طاری ہو جیسے
وہ ایسے الوداع کہہ کے گئی ہے
کہ بس حالات کی ماری ہو جیسے
فلک سرگوشیاں کرنے لگا ہے
زمیں حیران ہے، باری ہو جیسے
مری چوکی کو بھرنے آ گئے ہو
کہ میری یار سے یاری ہو جیسے
اُسے کھو کر مجھے یوں لگ رہا ہے
جدائی میں مِلن جاری ہو جیسے
سیاہ یہ بیٹھے بیٹھے کیا ہوا ہے
یہ دِل بس خوف سے عاری ہو جیسے

بَلا سے!...

کوئی جلتا اگر ہے، جل جائے!
ہم نے تھاما سیاہ ہے ہاتھ ترا!!

بندگی!

اُس کو ہر دَم منائے رکھا ہے
نفس اپنا گرائے رکھا ہے
سب کو شِکوہ ہے خشک آنکھوں کا
ہم نے اللہ چھُپائے رکھا ہے!!

انعام!

تو مل گیا ہے مجھ کو مری جان کے عوض!
نادان رو پڑے ہیں کہ ایسا کبھی نہ ہو!!

شُکر!

سمجھے نہیں ہیں درد، مناجات کیا کریں!
تو جو نوازتا گیا، ہم نے شکر کیا!!

فَنا و بقا!

جو تیری خاطر بکھر رہے تھے، تو آ گیا تو سِمَٹ رہے ہیں
تری ہی چاہت گُھلا رہی تھی، تری ہی چاہت جما بھی دے گی!!

ہدایت!

آنکھوں کو دل میں پا کے ہی حیران مر گیا!
اِک شخص تجھ سے مل کے پشیمان مر گیا!
جس کو ملی نہ فرصتِ ذوقِ نماز وہ
سُن کر ہی اِک فقیر کی آذان مر گیا!

احساس!

گِرا دیتا ہے وہ مجھ کو، مجھے محسوس ہوتا ہے ...
جو میں مغرور ہو جاؤں، سہارے چھین لیتا ہے!!

وَلی!

ہم دونوں ہی آبادیِ دُنیا میں وَلی ہیں ...
ہم تجھ پہ مر مٹے ہیں اور تو ہم پہ فِدا ہے!

واری ...

پھرتے رہے ہو جس کو ہتھیلی پہ تم لئے
ہم نے وہ جان نخلِ گلستاں پہ وار دی!

اِتنا نہیں وہ خاص تھا، دل میں اٹک گیا!
سینے میں درد پی کے ہی غنچہ چٹک گیا!
اُس نے گِرا دیا ہے مجھے پھر زمیں پہ آج ...
میں جس کو ڈھونڈتے ہوئے رستہ بھٹک گیا!
تیری جبینِ ناز تو اپنی جگہ مگر
یہ بول کہ کیا سوچ کے پَل میں جھٹک گیا!
جس نے کیا تھا عہدِ وفا، حوصلہ تو تھا ...
ایسا بھی کیا ہوا ہے کہ شب کو لٹک گیا!
اُس کو بتا دو فیض سیاہؔ اب نہیں رہا ...
پہلو میں بیٹھے بیٹھے جو دفعتاً ٹھٹک گیا!

دل میں نہیں تھا کچھ تو بہت بَرملا ملا
شک آ گیا تو آنکھیں چُراتا ہوا ملا
تو جانتا نہیں ہے مرے درد کا کمال!
تجھ کو جہان سارا، مجھے بس خدا ملا
شکوہ غلط ہے اُن کا جو ہیں جانتے نہیں
تو جس کو مل گیا ہو وہ سب سے جُدا ملا
عالم تمام اوڑھ کے نیت دِبک گیا
دل میں حرم، حرم میں مجھے بُت کدہ ملا
تُو نے تو جس فقیر کو بخشی نہ اِک نظر
اُس سے کیوں اِتنا جھُک کے سیاہ بادشاہ ملا

بدنام ...

بدنام ہو گیا ہوں میں، تیرے، خدا کے بیچ
جو بھی کیا ہے اُس نے، کہنا مجھے پڑا !!!

دوا!

مانا کہ ہر دو گام پہ مرتا رہا ہوں میں
عالم میں ہر مقام پہ پھرتا رہا ہوں میں
اب مل گئی ہے مجھ کو مرے ہوش کی زبان ...
سب پوچھ، یہ نہ پوچھ کیا کرتا رہا ہوں میں
تم کو سیاہ درد ملا! جانے؟ کیا ملا؟
سمجھو کہ سب ہی درد کی جیسے دوا ہوں میں!!

وحدت الوجود ...

مقام میرا کوئی نہیں ہے ...
مکان تیرا، مرا مکاں ہے!
جہاں بھی دیکھو سیاہ ہے تو ہی
وجود میرا یہاں کہاں ہے؟

شہید!

جو مر گیا ہے نفس سے لڑتے ہوئے یہاں
وہ تیری بارگاہ میں بیٹھا ہوا ملا!

قِبلہ!

آیا نہیں حرم میں ترے ہے سیاہ مگر
دل میں رہا ہے تُو، تو گِلہ رُخ کا کیا مجھے!

رضا!

جاں تو نے مانگ لی ہے مری، چل پڑا ہوں میں
جیسے بھی تو نکال لے، تیری رضا رہی!

بے سوال!

کیا مانگنا ہے تجھ سے، تو مل گیا ہے مجھ کو
تھا میں ترا سوالی، مرا کام ہو گیا ہے!

کمالِ بندگی!

کچھ اِس طرح سیّاہ ہے تری بندگی کا حال!
جیسے تجھے یقین ہے، لب پہ دُعا نہیں!!

'کُن'

درد بڑھتا جو رہے عرشِ بریں ہو جائے!
بندہ بندہ نہ رہے، تو ہی کہیں ہو جائے!
اب ہو گیا سیاہ ہے محبت کا یوں شکار ...
جس کو کہے کہ 'نہ' ہے، 'نہیں' ہو جائے!!

والی!

دُنیا تمھیں کہتی ہی رہے کِتنا ہی اَدنا ...
تم بے کسوں کے والی، تم تو سیاہ ہو!!

بڑائی!

ہم تو نہیں سیاہؔ تھے اِتنے عظیم پر ...
تیرے وجود نے ہمیں اعلیٰ بنا دیا!!

قرار!

آ جا کہ اب دُعا سے نہیں ہے قرار کچھ!
تجھ کو سیاہؔ نے مانگ کے دیکھا ہے بارہا!!

سرُور!

کچھ ہو گیا ہے دل بھی ضرورت سے مُنحرِف!
کچھ مل گیا ہے تیری عبادت میں بھی سرُور!!
میں نے جلا کے جان ہے پایا سیاہ تجھے!
پامال ہو گیا ہے سب، شہرت، نصب، غرور!!

کٹھ پُتلی

میں ہی ترا وجود ہوں، تو نے کیا ہو کیا؟
کرنی پھر اپنی دیکھنا، 'کُن' نہ کہوں تو کیا!!
تُو تو سیاہ ہے مجھ سے، مری بات یاد رکھ!
میں جو نہیں ہوں تجھ میں، تو تُو رہ گیا سو کیا!!!

دھڑکن!

مِٹتا نہیں ہے دل سے سیاہ تیرا نام اب!
جیسے کہ دھڑکنوں نے ہو اپنا بنا لیا!!

سیاہی!

تو نے بچا کے آنکھ جو ڈالا فقیر کو ...
اُس نے ترا نصیب سیاہ کر دیا ہے اب!

ملامتی!

اِس ڈر سے چھُپ گیا ہے سیاؔہ اب ہجوم سے!
رَب کے تمام کام گلے میں نہ ڈال دیں!!

باقی!

دلِ میں درد، درد میں اللہ رہا ہے
سیاؔہ ہر کوئی ہی ورنہ یہاں آتا رہا ہے

عطا!

تو مجھ کو لوٹ کے خوش ہے، ترا یہ ظرف ہے مگر
میں حرف حرف عطا ہوں، تجھے پتہ ہی نہیں!

مجذوبیت!

ترا حکم اِتنا شدید تھا، مری رُوح تک کو ہِلا گیا ...
میں تیرے عشق میں پڑا رہا، مجھے نفس اپنا ملا نہیں!!

کوئی اور ہے!

سوچ، افکار، اور الفاظ مرے ہیں ہی نہیں!
بیٹھے بیٹھے مرے انداز بدل جاتے ہیں!!

بے نیاز!

مُعاف کر کے نہیں ہو رَنجیدہ ...
کیسے بے نیاز اللہ ہو!!!

غنیمت!

میں خود عذاب سے گُزروں، یہی غنیمت ہے ...
سکُونِ زندگی تو تجھ سے دُور کرتا ہے!!

زِندہ!

آزاد پھر رہا ہوں میں سب کچھ لُٹا کے یوں
جیسے شہید ہو کے بھی زندہ رہا حسینؑ

فیض

گُماں خَدشے کا دیکھو جا رہا ہے
کہ مَن کو آسرا اُس کا رہا ہے
سیاہی دِل کی جیسے مِٹ رہی ہے
تو ہی تعبیر بن کے آ رہا ہے
سُنا ہے خلق اُس کی ہو رہی ہے
سیاہ کیا فیض ایسا پا رہا ہے

خدائی

حرم، تیری خدائی میں حرم ہے ...
وہیں پتھر کا بُت بنتا رہا ہے!!

عاجز

مری آہ و گری میری نہیں ہے ...
کہ دِل میں کوئی ہے، روتا رہا ہے!!

اِدراک!

ترا خاکہ سا کچھ بننے لگا ہے ...
وگرنہ دل میں میرے کیا رہا ہے

بے بس!

نام اَتنا ہوا تو کس نے کیا؟
دَرس چاہت کا تو پڑھا نہ سکے!
میرے ہاتھوں میں جو لکیریں تھیں ...
اُن کو تم بھی سیاہ بڑھا نہ سکے!

بد بختی!

بیٹھا تمہاری یاد میں، تم سے جو پھر گیا ...
کیسا سیاہ عظیم تھا، لمحوں میں گِر گیا!!

طریق!

محبتوں نے عَجب کر دیا ہے میرا طریق ...
وہ آئے یا نہ آئے، ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہوں!!

شہید!

ہاتھ اُٹھاتے نہیں کہ بے بس ہیں ...
زندگی بے ضرر ہے شہیدوں کی!!!

باقی!

فوت ہے کب؟ سیّاہ زندہ ہے
جب سے باقی کی بات کو بولا!

مقدر

سجدے میں گِر پڑا ہے جو تیرے جلال سے
ڈرتا تو اب نہیں ہے وہ حُزن و ملال سے
گُمراہ نہ ہو گی خلق کیا محنت کو چھوڑ کے؟
ملتا سیاہ ہے نور کب خالی خیال سے!!

مشکور!

موت آ گئی سیاہ تو راضی رہے تھے تم ...
کرتے رہے تھے شُکر کہ لَب پہ دُعا نہ تھی!!

ملامتی!

تم ہو گئے قریب تو دل کو کہاں ہے ہوش ...
سب مسئلہِ شِکمِ و قبا، سود و زیاں گیا ...
جھڑکو نہ تم سیاہ کو، وَلی ہے، ملامتی!
اللہ ہی ساتھ ساتھ تھا جب بھی جہاں گیا!

تسلیم!

سمجھے سیاہ کو دیر سے اہلِ علم تمام
مانا رہا تھا رَب کو، کسی سے جِرح نہ کی!

غلطی!

کس نے پڑھا دیا تھا تجھے عقل کا نصاب ...
تجھ کو سیاہ ہے عِشق، اور عِشق کو خرد سے کیا؟؟

مُقامِ شُکر!

صابر وہی ہے، درد ہو، درد پہ صبر کرے ...
شاکر تو اُونچی ذات ہے، جِنس ہی بدل گیا!
کہتے ہیں جس کو درد، سیاہ جانتا نہیں ...
جس کو ملا ہے شُکر، صبر سے نکل گیا!!

عامل!

تو بھی ہے گِراں قدر، تری داستان بھی!
کچھ بھی سیاہ عمل پہ حاوی نہیں رہا!!

فضل!

دلیلیں مانگتے ہو تم، دلیلیں تو نہیں ہوتیں ...
جو ہو تسلیم کے بندے، فکریں تو نہیں ہوتیں ...
سفر جو فَن سیاہ ہوتا، کفن آسان ہو جاتا ...
کہ اِس میں فضل ہو شامل، جبیں تو نہیں ہوتیں!!

حاضری!

فیض ہو جاتا ہے جو بند اگر ...
حاضری بھی سیاہ نہیں رہتی!

فیض!

فیض شامل ہے میری سانسوں میں ...
تم جو سمجھو ذرا یہ بات، چلوں ...
میں تو لُڑکھا نہیں ہوں، سَنبھلا ہوں ...
تم جو تھامو سیاہ، تو ساتھ چلوں!!

حوالہ

مجھ کو تیرا حوالہ کافی ہے ...
رات ہوں، تُو ... اُجالا کافی ہے ...
جو بھی مجھ میں سیاہ ہے، تُو نے کیا ...
جنّتی تھا، نکالا کافی ہے!!

پاگل ...

چاند نکلا نہیں ہے بادل سے ...
تارے واضح ہوئے ہیں کاجل سے ...
جو بھی مَن میں سیاہ تھا، دے آئے ...
اور اُمید کیا ہے پاگل سے!!

جنون!

دِل میں روشن ستُون تیرا ہے!
رنج میرا، سکُون تیرا ہے!
یادِ، ماضی ہے، میں نکل آیا!
سیاہ تیرا، جنون تیرا ہے!!

کیسے!

تجھ میں رہ کر کمال اَندھیرا ...
خود کو تیرا کہوں، تو کیسے کہوں!
میرا سب کچھ سیاہ ہو گا مگر ...
تجھ کو میرا کہوں، تو کیسے کہوں!!

ضروری!

فیض ملتا نہیں ہے ملنے سے
دِل کا ملنا بہت ضروری ہے
قول کہنا سیاہ تو ہے آساں
ساتھ چلنا بہت ضروری ہے

اِنتہا!

تو نے سَجدے میں جان دے دی ہے
اور کیا کیا خُدا سے مانگے گا!!

سوال

جو اپنے حال سے بالکل نہ ہو سکا راضی ...
تری خُدائی سے کیا آج پُر سکُوں ہو گا؟
ترے عروج سے جس کو نہ سیاہ چین ملا ...
تری گدائی سے کیا آج سُر نگُوں ہو گا؟

جھوٹے!

یہ مرتبہ، یہ محل، تخت و تاج اور ہیرے
ہمیں تو خون کی بُو آ رہی ہے زینے سے ...
جو پی کے 'حال' میں رہتے سیاہ ہیں، جھوٹے ہیں!
ہوا ہے کوئی بلند آج تلک پینے سے؟؟

ذاتِ لامُنتہا!

مجھے سیاہ، نہ مانو مجھے، کہ میں کب ہوں!
کہ قطرہ ذات میں قائم تھا بحر ہونے تک!!

سیاہ!

تری ذات، ذاتِ لامُنتہا، مری ذات کا تو وجود نہیں!
تو سیاہ، تیرے کرَن سیاہ، مری بات کا تو وجود نہیں!

ال م

جو تم کو 'ع' کو پڑھ کے ... 'علیم' سُوجھا ہے ...
سیاہ 'الَم' کو 'ا'، 'ل'، 'م' پڑھتے ہو؟؟

عطا!

مرا لباس ٹٹولو نہ، تم کو کیا دے گا ... ؟
کہ حرف 'چار' سیاہ دل ہے، یہ قبا تو نہیں!!

رَوِش!

ہمارے حال کو دو رنگ نہ ہم کہ پیتے ہیں!
یہ اور بات کہ ہر دل عزیز، دیتے ہیں!
سیاہ مراتبِ سلوک پار کرنے کو ...
ہم اہلِ عشق تو غم کو ہی ڈھونڈ لیتے ہیں!

قناعت!

تم کو سادہ لباس کافی ہے ...
تم کو زائد رِدا سے کیا لینا!
کِل جو مانگا خُدا کو ہے تم نے ...
سیاہ اب تو خُدا سے کیا لینا!!

عبدیت!

میں کون ہوں جو ڈالوں خُدائی میں رَخنہ
کہ اُس کا کام سیاہ، جس کو سرفراز کرے

حقیقت!

تم آئے تھے تو نہیں تھا یقین اِن کو بھی ...
تمہاری پیاس سیاہ کر گئی فقیروں کو!!

پہچان!

وِقارِ نور سیاہ ظلمتوں سے آتا ہے ...
کہ اُس اَندھیر سی نگری سے ہی اُجالے ہیں!

آسرا!

تو کہ آگاہِ رَمزِ غائب ہے ...
مجھ کو خود بھی نہیں پتہ میرا!
ہاتھ تھامے سیاہؔ ہی طے ہو گا ...
اب تو ہر راہ پہ آسرا تیرا!!

ظُلم!

ایسے خود کو بنائے نہ گھومو ...
ایسے تو سیاہؔ ظُلم ہو گا!

اِدراک!

گِر گِر گیا ہے اپنی ضرورت کے واسطے ...
چوٹیں لگی ہیں اِتنی کہ بے باک ہو گیا!
جب سے کیا ہے مانگنا اُس کو سیاہ شروع ...
تب سے سمجھ کہ صاحبِ اِدراک ہو گیا!!

بَلا!

دل تو مرا خیال میں تیرے رہا ہے گُم ...
پر جسم میرا اب بھی بغاوت پہ ہے تُلا
آساں نہیں ہے جھیل کے دیکھا ہے بارہا ...
کہتے رضا ہیں جس کو سیاہ ہے بڑی بَلا!!

دو قدم!

کہتے ہیں کہ آکاش ہے مسکن ترا 'اَلَم'
تو ہم میں بس رہا ہے یا رہتے ہیں تجھ میں ہم
جس کو اُٹھائے واسطے ساری عمر لگی ...
وہ بس سیاہ تھے راستے کے پہلے دو قدم!

اصل!

نا حق میں اور حق میں توازن نہ تھا کبھی ...
تو چھوڑ مصلحت کو تو رَہزن نہ تھا کبھی!
اچھا ہوا کہ چھوڑ دیا تختِ منصبی ...
یہ تو سیاہ تیرے موازن نہ تھا کبھی!!

چالاکی!

سبھی باتیں اِضافی تھیں، سبھی جملے اَدھورے تھے ...
سیاہ رسماً جو ملنا تھا، تماشہ تو نہیں کرتے!!

جو تیری یاد میں ہی گُھلتے ہیں
اُن پہ سارے رَموُز کُھلتے ہیں
جن کو آیا نہ رُو برُو ہونا
وہ ہی خوابوں میں کہیں ملتے ہیں
موت آئی مگر نہیں آئی ...
لوگ مرتے نہیں ہیں، جیتے ہیں
جن کی اپنی قبا نہ ہو پوری
بے سہاروں کے کفن سیتے ہیں!
تم محبت میں جو لگا آئے ...
پھول سارے سیاہ وہ کھلتے ہیں!

سیاہ بات!

بات یونہی سیاہ نہیں ہوتی ...
کوئی رہتا رہا ہے اِس دل میں!

کشَف !

دل کو سیاہ یہ جاننے میں زندگی لگی ...
نہ جاننا ہی کشَف ہے اِس کائینات میں!!

سمجھ!

ہم نے کہا تھا تم کو سیاہ جاننا نہیں ...
تم جاننے کے شوق میں کِتنا بھٹک گئے!!

فیضِ عام!

عام ہو جاؤ جہاں کو ایسے ...
جیسے ہم زادِ مدد کو پہنچے!
فیض ہو پاس سِیاہ تو بانٹو ...
لوگ ہوتے نہیں سبھی سچے!!

کرتے ہیں قصد نادانی کا!
معنی ہے بڑا لا یعنی کا!
سب بول بچن کے ہیں قیدی ...
اور کوئی نہیں دِیوانی کا!
جو دل میں نہیں، وہ پاس نہیں ...
پھر حاصل کیا گردانی کا!
جس پہ ہوں مسافر صدیوں سے ...
رَستہ ہے نہیں آسانی کا!
نہ لے کے پیو، جَل جاؤ گے ...
اُلٹا ہے اثر یاں پانی کا!
جو چاہے کہو، جو چاہے سنو ...
اَنجام ہے ایک کہانی کا!
تم جس کو محبت کہتے ہو ...
پھندا ہے اُسی لافانی کا!
مرتے ہیں سِیاہ نہ جیتے ہیں ...
جن پہ ہو کرم لاثانی کا!

عزیز!

آخری شب کو جو اُٹھا ہو گا
اُس کو تو نے پکڑ لیا ہو گا
تجھ کو آنسو عزیز تھے شاید ...
سیاہؔ بھولے سے رو دیا ہو گا

سعیِ لاحاصل!

کسی کی یاد میں اب بھی محبت ڈھونڈتے ہو تم
سیاہؔ تدبیر کرنے سے کہاں تقدیر ٹلتی ہے!

نا آشنا!

ترا خیالِ عمل میں نہ ڈھل سکا آخر
کہ تو سیاہ نہ ہوا آشناِ حُب و وصال!

وہم!

چَسکا سا لگ گیا ہے کہ جگ میں بڑا ہو نام ...
دھڑکا ہے اِس ہوس میں نہ ہو جائے عمر تمام!
وہ ہی چلا رہا ہے ترے جسم کا نظام ...
تجھ کو سیاہ ہے وہم کہ تو نے کیا ہے کام!!

ہدایت!

وکالت چھوڑ دی میں نے کہ جب سے سَچ ملا دل کو
سیاہ ہو کوئی بھی کیسا، کبھی ثابت نہیں کرتا!!

بصارت!

دِل نے دیکھا، مکین نے دیکھا!
اور تحتُ الیقین نے دیکھا!
جس نے سر کو جھُکائے رکھا ہے ...
اُس کو اُٹھ کر زمین نے دیکھا!
جو بھی آنکھوں سے چھُپ گیا تھا سیاہ
اُس کو دِل نے، جبین نے دیکھا!!

نثار!

جو بھی گزری ہے سمجھو کم ہوئی!
خاک تھی، تُو ملا، نجم ہوئی!
میں نے تو نِثار کر دی ہے ...
واسطہ مل گیا، 'اَلَم' ہوئی!
ساری تجھؑ میں گزار آیا ہوں ...
اب سیاہ زندگی ختم ہوئی!

نِسبت!

قدم قدم پہ ہے نسبت تمہاریؐ چاہت سے ...
کہ دِل تو دِل تھے، تمہیؐ کو بسا کے اور ہوئے!
کئی کہ نامِ محمدؐ پہ ہو گئے سا کِن ...
کئی لِپٹ کے تجلّی میں کوہِ طُور ہوئے!
ہمیں 'اَلَم' سے ہی مل نہ سکی کبھی فرصت
قُرآن بانٹ کے زاہد اُمیدِ حُور ہوئے!
مرے آنسُو تو فقط تھے سیاہ آنسُو ہی ...
تمہارےؐ نام پہ نِکلے تو کیسے نور ہوئے!!

اعلان!

تم نے اچھا کیا جو بول دیا ...
لوگ چھُپ کر سیاہ کرتے ہیں!

عطا!

کسی کے نام پہ اُتری سیاہ ہے شامِ غریب ...
کہ ہر عطا کا ضروری نہیں عطا ہونا!!

حق!

تم سیاہ سمجھے ہو نورِ حق کو نہ ہو گا زوال ...
ہم یہ کہتے ہیں کہ باطل تو طلوع ہوتا نہیں!!

داستان!

مجھے کیا پتہ میری داستاں تری داستان سے ہے مُنسلک ...
تو جس کو کھولے سیاہ گیا، میں اُسی کا اگلا باب ہوں!

خلافت!

جنہیں معمور کرتی ہے سیاہ قدرت بچانے پر ...
وہ اپنے گھر کو جلنے سے کبھی روکا نہیں کرتے!

دیر سے بات یہ سمجھ آئی!
عام کرتے نہیں شناسائی!
آپ ہوتی نہیں عطا یوں ہی ...
راز کِتنا بڑا ہے دانائی!
آخری ہو گیا پہر، اُٹھو!
دوش پہ ہے ہوا کے سُنوائی!
ہے عطا ہی کا جیسے سندیسا ...
محفلوں میں تمہاری رُسوائی!
کوئی آساں نہیں ہے رختِ سفر ...
دار پہ تَن ہے، مَن میں تنہائی!
تم نے چوغہ پہن لیا ہے سیاہ!
اور دل میں رہی پزیرائی!

کُن!

تو خاک تھا اِک اَذن سے تو رہنُما ہوا!
جدوجہد سے ورنہ تری کیا نیا ہوا!
راس آ گیا تھا خامشی کے درمیاں اِک پَل
ٹھہری جو اِک نِگاہ تو سیاہ کیا سے کیا ہوا!

عشق!

تم کسی کے نہ ہو سکے ہو سیّاہ
بات ایسی بھی کیا رہی اُس میں

رُوپ سچّوں کا بھر لیا تو نے
ہو گیا غضب، کیا کیا تو نے
سچ بچانے کو مانگتا ہے دلیل ...
آج ثابت ہی کر دیا تو نے
مئہ کے پینے سے بچ گیا ہے مگر ...
'اُس' کو بھولے سے کیا پیا تو نے
ایسے اِترا نہ نیک کاموں پہ ...
کام ایسا بھی کیا نیا تو نے
دِل میں رہتے خیال باطل ہیں ...
اور چوغہ پہن لیا تو نے
میری آنکھوں میں ڈھونڈ ہے تیری ...
بول کس کو سیّاہ جِیا تو نے

ممنوع!

دل کو مکانِ عِشق میں آتا نہیں قرار ...
تم کو منع کیا تھا سیاہ نہ رکو یہاں!!

لَمسِ پاک!

اِن میں رونق ہے، جاذبیت ہے ...
چھُو کے جن کو سیاہ یہاں گُزرے!

اچھا ہے!

اچھا ہے تم نہ چھوڑ کے بیٹھے رہے جہان ...
جلوَت میں جو ہے عام سیاہ، غار میں کہاں!

شاہراہِ عام!

دِل شاہراہِ عام سیاہ، سب چلے یہاں ...
رَستے پہ تیرا نام تھا، رَستہ وہیں رہا!!

قیدی!

تجھ کو ہے وہم سیاہ اور یہ تیرے گُمان میں ...
تُو اور ترا گُمان ہی قیدی یہاں رہے!!

نُمائش!

چھُپ کے اُس سے سیاہ تھے راز و نیاز ...
اُس نے میری نُمائش کر دی ہے!!

کشف !

بات کہنے کی تو نہیں ہے سیاہؔ
بات کرنے سے تو نہیں ہوتی!!

سَرگوشی!

کوئی کرتا ہے پاس سَرگوشی ...
بیٹھے بیٹھے کہاں سیاہؔ کہتا!!

اہم بات!

ہاتھ بندھے ہوئے جو نہ بھی ہوں ...
دِل کا بندھنا بہت ضروری ہے!
آپ کہتے سیاہؔ تو سچ ہی ہیں ...
'ساتھ چلنا بہت ضروری ہے!'

مُعجزہ!

میرے اَنداز تھے کہاں ایسے ...
مجھے اُس نے سیاہؔ بچایا ہے!

مسکن

روز آتے ہیں عطا لینے کو ...
جیسے مجھ میں ہی سیاہؔ رہتا ہے!

مَنگتا!

کوئی داتا جھلک رہا ہے یہاں ...
جب سے مَنگتا ترا ہوا ہے سیاہؔ!

ذمہ!

تو لڑ سیاہؔ نہ خلق سے، اپنا خیال چھوڑ
وہ بے خیال بھی ہیں تو اُن کا خیال رکھ!

بدحال!

کسی کا حال جو پوچھو تو اُس کی چال نہ تکنا!
سیاہؔ جو چال ہیں تکتے، بڑے بدحال ہوتے ہیں!!

یکسانیت!

شجر میں اور محبت میں سیاہؔ اِک بات ہے یکساں ...
تھکے ہارے مُسافر چین سے یاں نیند لیتے ہیں!!

کمزور!

جنہیں خود سانس لینے پہ نہیں قُدرت، وہ کیا دیں گے ...
سیاہؔ جو فیض دیتے ہیں، بڑے کمزور ہوتے ہیں!!

فنا فی اللہ!

جب سے خوشبُو لُٹائی ہے تُو نے ...
چار سُو پھیل گئے بھنورے ہیں!
تیرے ہاتھوں کا لَمس پا کے سیاہؔ ...
جانے کِتنے نصیب سَنورے ہیں!

مرکز!

جو جِتنا دور ہے ترے قُطبی مُقام سے ...
وہ اُتنا گھومتا ہے سیاہ اپنے نام سے!!

گِرفتار!

میں جاؤں بھی تو سیاہ جاؤں کس مدینے میں ...
پکڑ لیا ہے ترے عِشق کی لکیروں نے!

سکُوت!

ڈرتے ہیں چِر نہ جائے زمیں نِیل کی طرح!
جلتی رہے نہ زِیست بھی قَندیل کی طرح!
سارے جہاں کے دائمی چکر کے درمیاں ...
اُس نے بِٹھا دیا ہے سیاہ کیل کی طرح!

رہبری!

فقط غُبار سے اُٹھا ہوا کمال نہیں!
نمودِ عِشق میں سیاہ رہبری بھی ہوتی ہے!!

خیالِ رَب!

تُو سیاہ دِل کے اِشاروں کو نہیں اپنا سمجھ
تیرے دِل میں تو کوئی اور رہا کرتا ہے!!

عِشق!

تم مضمون نیا لے کے بھی آ جاؤ تو کیا!
دِل سیاہ ایک ہی مفہوم لئے بیٹھا ہے!!

نذرانہ!

دِل کہ ویرانہ کوئی ہے جیسے
فلک پیمانہ کوئی ہے جیسے
تم پہ جو بھی سیاہ گُزری ہے
ایک نذرانہ کوئی ہے جیسے!

بےخطر!

بے خطر تُو نے کیا دِل کو مرے کیسے یہاں
اب کوئی بات سیاہ بات نہیں دِکھتی ہے!

قِندیل!

کوئی بُجھانا بھی چاہے تو بُجھائے کیسے ...
دِل میں قِندیل سیاہ روشن ہے!

پاک نام!

بات قِندیل کی ہوتی تو بُجھائی جاتی ...
بات اُس نام کی جس نام کی قِندیل سیاہ

قابض!

دِل میں محبوب کہاں ہوتے ہیں ...
دِل ہی ہوتا ہے کہاں سینے میں!
میری آواز تم نہیں ہو سیاہ
کوئی رہتا ہے آب گینے میں!

ناسمجھی!

تم جو سمجھ رہے ہو سیاؔہ اپنے نام کا ...
تم کو عطا ہوا ہے سبھی اور نام سے!

رُوح!

رُوح کو بنجر نہ کہو، نامِ محمدؐ کے سبب ...
اِس کو پھونکا ہے سیاؔہ جسم میں رَب نے تیرے!

سوغات!

ترے آنے سے پہلے مجھ کو مِل جاتی ہیں سوغاتیں ...
بہت حیران ہوتا ہے سیاؔہ کامل جوابوں پہ!

ملامتی!

جی میں رہا ہے حشر سیاؔہ، دِل میں کربلا!
ہونٹوں پہ خامشی تو فقط ہے ملامتی!!

نماز!

بہت ہے دِل میں ترے زنگ، سیاہ صاف کرو!
''بٹھا کے دِل میں اُسے، اُس کی ہی نماز پڑھو!''

قُطب!

بیٹھا ہوا گو وَسط میں عالم کے تُو سیاہ
دیکھا مگر یہ جائے تو ٹھہرا ہوا ہے تُو!

راضی!

اُس کی مرضی کا فیض پاتے ہیں!
سر کو سَجدے میں جو کٹاتے ہیں!
جن کو اُٹھتا رہا ہے درد سیاہ
تری برسی نہیں مناتے ہیں!

درد!

تمھیں ہے درد سیاہ، درد کا اَنجام سیاہ
اور ہوتا کوئی اَنجام ہے تو درد ہی نہیں!

کمزور!

مجھ کو پانے کی آرزو بھی نہیں!
تُو سمجھ آئے، سمجھ ہے ہی نہیں!
آپ کِھلتی رہی سیاہ جو کلی ...
وہ بہت دیر مہکنے کی نہیں!

رُخ!

تم سیاہ راستے بدلتے تھے ...
اور یہاں راستہ بدلتا ہے!

سوہان رُوح!

تُو مُبتلاِ غم ہی رہے گا تمام عمر ...
قُربت کہ اِنتہائی سیاہ ہے سوہان رُوح!

خُفیہ!

ملتا نہیں ہے اُن کو سیاہ اور ہم عصر ...
سارے جہاں سے چُھپ کے جو آنسُو بہے تھے شب ...

کرم!

اپنے ہی وہ کرم سے چلاتا چلا گیا ...
ورنہ یہ دن کٹھن تھے سیاہ روزگار کے!

بے فکر!

تجھ سے تجھی کو مانگ کر یوں بے فکر ہوا ...
جیسے سیاہ کی گود میں خورشید آ گیا!

اصل!

لِپٹے ہوئے دروُد سے ہیں نور خُدا کے ...
دِکھتا کہاں سیّاہ ہے جو آنکھیں کھُلی رہیں!

لَمس!

کچھ بھی نہیں وہ خاِص تھا جب تک نہ لَمس ملا
تُو نے چُھوا سیّاہ تو یہ طریاق ہو گیا!!

بُرے!

کچھ بُرا ہو تو پھر اِنسان سے ہی ہوتا ہے
تم بُرے ہوتے سیّاہ نہ تو فرشتے ہوتے!

کرم!

آج تُو نے بچا لیا ورنہ ...
آج تو پھر سیاہ لُڑکھا تھا ...

کافی!

جس کے دِل میں تُو بسا ہو، مر کے بھی مرتا نہیں!
جس کو کافی بس خُدا ہو، خود سے کچھ کرتا نہیں!
نور کا ہالہ سیاہ ہے اب تمہارے چار سُو ...
کوئی بھی ہو واقعہ، یہ دل ترا ڈرتا نہیں!

کوشش!

تجھ کو کچھ کافی خُدا سیّاہ نہ ہوا ...
تُو نے کوشش میں عمر کاٹی ہے!!

مانگ!

سارے جہاں کو چھوڑ کے مانگا تجھے سیّاہ
اور تجھ کو مانگ کے مجھے غم ہی نہیں رہا!

پُکار!

تُو نے جب سے کیا ہے اپنے قریب ...
کچھ بچانے کو بھی نہیں ہے بچا!
تُو بھی اُس کو پُکار بیٹھا سیاہ ...
جس سے اب تک کوئی نہیں ہے بچا!

بہرُوپ!

کوئی انسان بھی تجھ میں بسا رہا کہ نہیں؟
تمام عمر سیاہؔ ہو گئی وضو کرتے!

لامُنتہا!

عِلم جس کا سیاہؔ ملا ہی نہیں ...
اُس کو اپنے گُماں میں کیا لانا!

دین!

کوئی پتھر کسی کو کیا دے گا ...
دین تو بس سیاہؔ خُدا کی ہے!

اوقات!

تم نے جو کی ہے ترک سیاہ، کفر کیا کیا ...
رَب کو بتائے رَستہ، یہ اوقات نہیں تھی!

آسانیاں!

تجھ کو تجھی سے مانگ کے پھر یوں ہوا سیاہ
سبھی ریاضتوں کی ہی دِقت اُٹھائی گئیں!!

بارِ گراں!

جیسا بھی دِل ہے، دِل ہے! بچایا اِسی نے ہے!
اکثر شبوں کو آپ اُٹھایا اِسی نے ہے!
مانا کہ دِل پہ آج بہت ہی گِراں ہے بار ...
لیکن سیاہ تجھے تو بنایا اِسی نے ہے!

آفاقی!

کوئی کہنے لگا ہے دِل میں میرے ...
میں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے سیاہ

واسطہ!

مجھ کو چُوما، تو مجھ کو کب چُوما!
تیرا چُوما سیاہ پہنچتا ہے!!

آگہی!

بات یہ ہے کہ زندگی میری
میری دُنیا سے کٹ گئی ہے ابھی
تُو مرے ساتھ ہی رہا تھا سیاہ
آنکھ میری مگر کُھلی ہے ابھی

تضاد!

شَب کو اللہ سے مانگتے تھے سیاہ
اب کیوں سَحر پہ بِگڑتے ہو!

ضروری کام جو ہیں، آج ہی نمٹ جائیں!
جو پَردے حائل ہیں، وہ سامنے سے ہٹ جائیں!
میں اِس طرح سے تری چاہ میں نِکل آیا ...
کہ کُل عمر کے اثاثے کسی سے بَٹ جائیں!
تمہارے ہاتھ ملانے سے ہو گئی آساں ...
یہ بارِ عِشق ترے واسطے ہی کٹ جائیں!
بس ایک اَشک کا ہوتا رہا ہے مجھ کو ملال ...
کہ جی میں آئیں بہت، بارگاہ میں گھٹ جائیں!
میں تیری خاک نہیں، تیری رحمتیں لیکن ...
دُعا یہی ہے مری خاک سے لِپٹ جائیں!
یوں ہر غُلام سے آگے نکل گئے ہیں سیاہ
جو دن کو سنبھلے رہیں، رات میں ہی پھٹ جائیں!

شہید!

تمہیں خبر ہے نہیں، خاکِ سَر زمینِ پاک
تمہارے نام کا دِیا جلائے رکھے گی!
جسے سیاہ تم تھامے رہے ہو ساری حیات
وہ قوم اَبد تک تم کو اُٹھائے رکھے گی!

ڈر!

میں ڈر گیا ہوں یہ سُن کر، ترا وِصال ہوا
عجب نہیں ہے کہ تو پھر مجھے وہاں پہ ملے
جو خاکِ پاک کی خاطر لڑا رہا ہو سیاہ
زمین و آسماں میں وہ کہاں کہاں پہ ملے

غلط فہمی ...

اِتنی دیر لگتی ہے!
انسان کو پھسلنے میں ...
ایمان کو بھٹکنے میں ...
تم مگر یہ کیا جانو...
کہ
سیاہ رِدا اوڑھے ...
اب بھی یہ سمجھتے ہو ...
تم نے قُرب پایا ہے!
تم نے موت جی لی ہے!

خوف!

آپ بہکے تو آپ ہی بہکے ...
ساتھ انسان کیوں بہکتا ہے
تیری آنکھوں میں خوف کیوں ہے سیاہ
راہِ روشن سے کیوں بھٹکتا ہے

سبب!

اِسی کے خوف سے جانے دیا ہے تم کو سیّاہ
کہ تم ملو تو ملو ایسے، رَسم و راہ نہ ہو!

بے اعتباری!

تم نے اُس کو نہیں بتایا تھا ...
وہ ایسے چھوڑ کے جاتا سیّاہ تو کیوں جاتا!

رابطہ!

وہ ہر ہجوم میں تجھ کو ہی ڈھونڈتا ہے سیاہؔ
تُو جس کو نیند میں اکثر اُڑائے پھرتا ہے!

محال!

جو تیرے شہر میں آئے تو یہ کمال رہا
جواب ملتا نہیں، ہونٹوں پہ سوال رہا
وہ میرے خوابوں سے باہر ملا ہے جب بھی سیاہؔ ...
اُسے بتانا مجھے حال بھی محال رہا!!

کمال!

تمہیں خبر ہی نہیں، تم کو کیا خبر جاناں!
محبتوں نے مجھے یہ کمال بخشا ہے ...
دِلوں کو کُوٹ دیں پھر بھی نہیں سیاہ ہوتا
جو میرے دِل کا بنا آج ہوا نقشہ ہے!

عطا!

دِل میں تیرے بسی ہوئی خوشبو ...
تجھ کو موسم سے، گُل سے کیا لینا!

طلبِ مُسلسل!

دِیا بھی ایسے جَلا ہے کہ کچھ جِلا ہی نہیں ...
محبتوں کے شہر میں کوئی صِلہ ہی نہیں!
ہوا ہے طلبِ مُسلسل سے یوں عجیب سیاہ
کہ اب کے اُس سے ملا یوں کہ بس ملا ہی نہیں!!

بے وجہ مُبتلا ہوا ہے دِل
یعنی خود ہی لُٹا ہوا ہے دِل
مجھ کو کچھ یاد نہیں کب سے ہے
پورا پورا بِکا ہوا ہے دِل
یوں تو آئے بہت ہیں ملنے کو
کھوج میں تیری لگا ہوا ہے دِل
فاصلے بڑھ گئے ہیں اب جیسے
راستے میں کھڑا ہوا ہے دِل
تیرے اندر دھڑک رہا ہوں میں
دِل میں تیرے بسا ہوا ہے دِل
اُس کو تو بھی نہیں ملے گا سیاہ
مانگ سے تیری ہٹا ہوا ہے دِل

دارِ عِشق

دارِ عِشق پہ چڑھا ہوا ہوں میں
طوق ڈالے کھڑا ہوا ہوں میں
اُس نے بولا تھا عِشق کرنا ہے
جب سے خود سے بھِڑا ہوا ہوں میں
دیکھ لینا کہاں ضروری تھا
اُس سے اب تک چھُپا ہوا ہوں میں
میرے دِل میں تو وہ ہی بولا ہے
دِل میں اُس کے پڑا ہوا ہوں میں
جان جائے گی تو عیاں ہو گا
کیسے کیسے جیا ہوا ہوں میں
وہ پُکارے گا تو بتا دوں گا
ورنہ چُپ ہی کھڑا ہوا ہوں میں
راز ہے یہ کسے خبر ہے سیاہ
کب سے تیرا بنا ہوا ہوں میں

سِتم !

اُسے خیال نے تیرے اُڑائے رکھا ہے ...
وہ اب بھی پاس سے تیرے گزر گیا ہے سیاہ

تعلُق !

آج گزرا جو میرے پاس سے، دِل دَھڑکا ہے
اُس نے کیوں آج لگاوٹ سے مجھے دیکھا ہے
مری ہر سانس پہ حق تو ہے کسی دُوجے کا
مری ہر بات کو لے کر تو وہی روتا ہے
بات کوئی بھی رہی ہو اِسی رونے کا سبب
مجھ کو معلوم ہے وہ چونک کے کیوں اُٹھا ہے
مری حالت میں کہیں اُس کا دخل ہے شامل
اُس کے احساس میں میں تھا، وہ جبھی چونکا ہے
میں ہی اِقرار کی مانند تو لپٹ بیٹھا تھا
اُس نے دفعتاً جو اِک پاؤں کو یوں جھٹکا ہے
وہ ابھی نیند سے جاگے، تو یہی سوچے گا ...
جو ابھی نیند سے پہلے ہی سیاہ سوچا ہے

عِشق آفاقی ہے!

عِشق آفاقی ہے، دُنیا میں کہاں ملتا ہے
جس سے ہو جائے تو پھر زور نہیں چلتا ہے
دِل پہ ہے زور کہاں، دِل کو رہی عِشق سے راہ
اور ہو جائے کسی کا، تو نہیں ہوتا ہے
مجھ میں کچھ ہے ہی نہیں ایسا، مجھے پوجو تم ...
میرے احساس میں دھیرے سے کوئی ڈَھلتا ہے
تجھ کو معلوم ہے کیا، درد ترا میں ہی ہوں
تُو مداوے کے لئے اور کدھر پھرتا ہے
ایک ہوں جان اور ہیں اُلجھنیں میری کتنی
میرے انداز میں لیکن تو وہی رہتا ہے
کوئی لمحہ نہیں آتا کہ مجھے چھوڑے تُو
کوئی چہرہ، کوئی رِشتہ ہی نہیں بھاتا ہے
مرے ماضی کو کُریدے گی تو بھٹکے گی سیاہ
میں نے ہر ایک کو اُس کی ہی طرح چاہا ہے

کیوں

وہ مری بات لئے دِل میں یوں بیٹھا کیوں ہے
اُس کو جانے کی تھی جلدی تو وہ ٹھہرا کیوں ہے
میں جسے چھوڑ چکا تھا کئی صدیوں پیچھے
وہ مرے اَور یوں پھر بھاگ کے لِپٹا کیوں ہے
راستے میں تو کئی موڑ تھے، وہ مُڑ جاتا
وہ مگر میرے تعاقُب میں ہی چلتا کیوں ہے
رُوح جب ساتھ ہے تو جسم کو کیسی ہے تڑپ
یہ سرِ شام تری آگ میں جلتا کیوں ہے
وہ سمجھتا ہے مجھے پائے گا اِس جیون میں
وہ سمجھتا ہے تو پھر ایسے سمجھتا کیوں ہے
پیاس بڑھ جائے گی اب اور سیاہ روکو اُسے
قطرہ قطرہ سا تجھے روز وہ پیتا کیوں ہے

اچھا ہے!

بھوک باقی رہے تو اچھا ہے
جان جاتی رہے تو اچھا ہے
درد بُنیاد ہے کرشمے کی
گُنگنُاتی رہے تو اچھا ہے
وقت احساس کا مرہم تو نہیں
وہ لگاتی رہے تو اچھا ہے
اور سمجھی ہے یاد کو میری
تو مناتی رہے تو اچھا ہے
شرط ہے کوئی برسنے کی بھی
یونہی چھاتی رہے تو اچھا ہے
میرے ہاتھوں کی لکیروں میں سیاہ
چین پاتی رہے تو اچھا ہے

ناجائز!

عِشق اگلے جنم کا ہے رِشتہ ...
عِشق تو اِس جنم میں جائز نہیں!
مصلحت کو نہ بناؤ سیڑھی ...
ایسے منصب پہ سیاہ فائز نہیں!!

پیغام ...

میں نے شعروں میں کسے لکھا ہے ...
وہ پڑھے گی تو سمجھ جائے گی!
تم کرو اِتنی جُستجو نہ سیاہ
وہ تمہاری ہی تو ہو جائے گی!!

سبب!

میں ... بِلا وجہ تو یہاں نہیں آیا
میرے آنے کا کچھ سبب تو ہے!
دِل تمہارے لئے دَھڑکتا ہے ...
ہے عجب ... ہاں! سیاہ عجب تو ہے!

حادثہ!

دِل بچانے سے بچ نہیں پایا ...
نبض ڈوبی تو ایسے ڈوبی ہے ...
کس فسانے میں جا کے ڈھونڈوں میں
وہ کہانی جو آج سوجھی ہے!

ایک سو بیس کی گِنتی ...

بات تو جُمعے کی ہے ...
بات ہی سَمے کی ہے ...
تم پلٹ کے دیکھو تو ...
چال سب لمحے کی ہے! ...
اب جو غور کرتا ہوں ...
تو عیاں یہ ہوتا ہے ...

یہ جو ایک گِنتی ہے ...
ایک سو بیس کی گِنتی! ...
یعنی میری Birthday ...
اور
تمہاری سالگرہ کے ...
درمیاں جو وقفہ ہے!
(ایک عجیب لمحہ ہے!)
ٹھیک اِتنے دن پہ ہی ...
مجھ کو دورے پڑتے ہیں!
زندگی لُڑھکتی ہے ...
کچھ سمجھ نہیں آتا ...
اِک عجیب رِشتہ ہے! ...
ایک سو بیس کے چکر ...
جب بھی پورے ہوتے ہیں!
زندگی اُلٹتی ہے!
(پھر سے یہ سنبھلتی ہے!)
تم کو ایسا لگتا ہے؟
(جو ابھی کہا میں نے)
تم کو ایسا ہوتا ہے؟؟

غلط فہمی!

مجھے اِتنا فقیر مت سمجھو!
میرے سینے میں دِل دھڑکتا ہے!
شوق سے جس کو سیاہ کہتے ہو ...
وہ بھی آدم پہ کسی مرتا ہے!!

مُشترکہ!

جس پہ تمام ہو گئی اِک داستانِ غم
ناری ہے کوئی، سارا جہاں مانتا ہے یہ!
تم عِشق کی لگن میں جو ماری ہو پِھر رہی
تم کو نہیں خبر ہے سیاہ جانتا ہے یہ!!

میں نے ...

رات ایسی بِتائی ہے میں نے
جیسے تم کو بتائی ہے میں نے
نیند ٹوٹے گی تو عیاں ہو گا
کی کیا رہنمائی ہے میں نے
کوئی نغمہ مرا سُنا دو ناں!
نظم تیری سُنائی ہے میں نے
وہ جو اُٹھے گا، ہاتھ مَسلے گا
جیسے پکڑی کلائی ہے میں نے
جب بھی تڑپو گے تو اُٹھا لوں گا
ورنہ نظریں جُھکائی ہیں میں نے
تم کسی کے نہ ہو سکو گے سیاہ
تم میں ساعت بِتائی ہے میں نے

سُنا ہے ...

سُنا ہے ساتھ میں مرنا ہے ہم نے ...
یہ جھگڑا اور ہے جیتے ہیں کیسے!!

اَزل سے ہی شاید!

دلیلیں مانگتے ہو عِشق کی، جھمیلا ہے!
تمہارے ساتھ ہے لیکن بہت اکیلا ہے!
یوں تیرا حُسن ہی کافی تھا مار دینے کو
یہ تو نے شرم سے کیا اور کھیل کھیلا ہے!
سیاہ کو باندھ لیا رُوح سے تو نے اپنی
اور اب یہ پوچھتی ہے غم کو کب سے جھیلا ہے!!

ساجھی!

سیاہ ہنستے نہیں ہیں راکھ پہ یوں ...
کوئی جلتا رہا ہے ساتھ تیرے!

تمہاری میں کیا لگتی ہوں ...

باہر بارش کا موسم ہے ...
بادل گِھر گِھر کے آئے ہیں ...
ساوَن بھادوں میں رِم جِھم کی ...
مَن کے آنگن میں نَم نَم سی ...
تصویروں کی ...
کوئی کمی ہے!
پھر بھی اِک نئی ٹیس اُٹھی ہے!
(چلتے چلتے بات رُکی ہے!)
پاس سراہنے بیٹھ کے جس نے ...
کتنے ہی درد جھیلے ہوئے ہیں ...
(مجھ کو تو پہچان نہیں ہے!)

یہ بھی سچ ہے ...
میری نظم کا ...
وہ تو کوئی عنوان نہیں ہے!!
(اُس کی بے رَبط سی باتوں کو ...
دھیمی، بوجھل سی سانسوں کو ...
سہنا بھی آسان نہیں ہے!)
میرے لرزتے ہونٹوں پہ وہ ...
اپنی نازک اُنگلی رکھے ...
خالی نظروں سے گُھوری ہے ...
بس دھیرے سے ہی بولی ہے ...
''میں کیا جانوں ... کون ہے ناری ...
مجھ کو پتا ہے ...
میں وہ نہیں ہوں!!''
مجھ کو نہیں پرواہ ہے کسی کی ...
مجھ کو فکر ہے ... تم کو بس میں ...
تم کو ... کیسی لگتی ہوں؟
اُس نے پوچھا یہ مجھ سے ہے ...
''تمہاری میں کیا لگتی ہوں؟؟''

کل رات بہت ہی وہ خوش تھی ...

کل رات بہت ہی وہ خوش تھی ...
میں نے اُس سے پوچھا ہے یہ ...
اُس کی ہنسی یہ کہتی ہے کہ ...
جیسے اُسے احساس ہوا ہے!
یہ جذبہ عکّاس ہوا ہے!
کوئی تو ہے جو نظمیں لکھے!
کوئی تو ہے جو جسم سے زیادہ ...
رُوح کو ایک غزل میں پڑھ دے!
رات خوشی میں اُس نے یہ سب ...
'تکیے' پہ تحریر کیا ہے ...
مجھ کو ہی تصویر کیا ہے!!!

مجھے یقیں ہے ...

مجھے یقیں ہے ...
کہ
رات چُھپ کر ...
اکیلے تم نے ...
نظم پڑھی تھی!
(وہ تم پہ ہی تھی!) .... وہ میری ہی تھی!
تم کچھ بھی بولو ...
(جو ایک سو بیس کی اُلٹی گِنتی گِنی گئی تھی!)
مجھے خبر ہے ...
مجھے یقیں ہے ...
تمہارے چہرے پہ مُسکراہٹ کی جو وجہ ہے ...
کوئی نہیں ہے ...
مگر وہ میں ہوں!!!

دھیرے دھیرے...

دن گزارے گا تو پھر رات ہی ہو جائے گا!
خود کو روکے گا تو جذبات ہی ہو جائے گا!
قطرہ قطرہ جو ترے سر پہ گِر رہا ہے سیاہ
دھیرے دھیرے وہ تری ذات ہی ہو جائے گا!

فنا...

تم مرا اِنتظار نہ کرنا
میں نے اللہ کو مانگ رکھا ہے!

خالی گھر...

تمھاری لالچی دُنیا...
میری دُنیا سے ...
کتنی مختلف ہے!
تمھیں مل جائے جو فرصت ...
مجھے ملنے کو آ جانا!
تمھارے نام کا عاشق ...
جو رہتا تھا یہاں پہلے ...
(جسے کہتے رہے ہیں لوگ مُنکِر بھی ... کبھی فاسِق!)
اب اُس کی راکھ رکھی ہے!
کوئی بھی اب نہیں رہتا یہاں ہے ...
تمھاری ذات رہتی ہے!
ہاں!
مرے عاشق!!...
تمھاری بات رہتی ہے!!!

Connection...

بیٹھے بیٹھے اُداس ہوتا ہوں ...
آنسو تیرے، میری آنکھوں سے نکلتے کیوں ہیں؟

بِلا وجہ ...

کوئی بِلا وجہ تو نہیں سہتا ...
اُس نے تم کو ہی سیاہ چاہا ہے!

اُمید!

اُس نے اِک بار جو دروازے پہ دستک دی تھی ...
دِل کو ہر بار گُماں ہوتا ہے وہ آیا ہے!

سبب!

دِل دَھڑکنے کا مرے جو بھی رہا ہے اِک سبب ...
اُس سے مل کے دِل مرا پھر آج تک دَھڑکا نہیں!

سچ!

یہ بھی سچ ہے زندگی جی نہ سکا میں تیرے بِن
یہ بھی سچ ہے مل گیا تو فوت ہی ہو جاؤں گا!
کچھ بھی اچھا لگ نہیں پایا سیاہ اُس کے بِنا
جس سے یہ بھی ہے یقیں کب، مل بھی کیسے پاؤں گا!

حقیقت!

تمہارا چہرہ ثبت کیا ہے!
تمھی کو سرِ ورق کیا ہے!
تمہیں ہے اب بھی کوئی شکایت؟
مجھی کو میں نے غرق کیا ہے!
میں تم کو اب بھی نہیں ہوں بھولا
ہاں تم نے دیکھو فرق کیا ہے!
میری تو سانسیں ہیں پھولتی سی
خود ہی کو تم نے بَرق کیا ہے!
محبت تو سیاہ ہے دائمی سی
مَسل کے جس کو عَرق کیا ہے!

نہ کہو!

اکثر سیاہ شراب کو کہتے ہوئے بُرا
میں تشنگی میں اور بھی آگے نکل گیا!

وہ مستیِ ایّام کے شاید نشے میں ہے!
تو حلقۂ ابہام کے شاید نشے میں ہے!
وہ دُور بہت ہے مرے اور پاس ہے اِتنا
جیسے وہ ہر اِلزام کے شاید نشے میں ہے!
ممکن ہے تمھیں دیکھ کے منہ پھیر لے اپنا
وہ شخص کہ جو شام کے شاید نشے میں ہے!
آنکھوں کو صرف خواب کے اِلزام کیسے دیں؟
دِل بھی تو کسی جام کے شاید نشے میں ہے!
اَفکار کو اِمکان میں لائے نہ تم سیاہ
دِل اُس کے ہی مقام کے شاید نشے میں ہے!

دِل اُس کی محبت میں گرفتار بہت ہے!
اے وقت! ذرا تھم، تری رفتار بہت ہے!
شاید ترے پہلو سے نکل آئے نہ اِک دم
وہ دِل کہ جو سینے میں ہی آزار بہت ہے!
اب اُس سے مسلسل تو نہیں ہے کوئی تعلق!
پھر بھی مجھے اُس سے ہی رہا پیار بہت ہے!
کل شَب کو جو آنکھوں سے پڑا پھوٹ سا دریا ...
اُس سے بھی کہیں زیادہ ہے جو پار بہت ہے!
میں عِشق میں جینے کی کروں روز ہی باتیں
لیکن وہ تو کہتا ہے یہ بے کار بہت ہے!
تم جس کی محبت میں چلے آئے ہو مرنے!
سنتے ہیں تمہارا وہ طرفدار بہت ہے!
کہتے ہو سیاہ عِشق کو سچا تو فکر کیا؟
ہر چند بظاہر یہاں اِنکار بہت ہے!

ٹھانی ہوئی تھی!

ٹھانی ہوئی تھی حق کی، جبھی کربلا لیا!
سَجدے میں جس نے سر کو ہی اپنے کٹا لیا!
پوچھے ہیں تم کو عِشق نے کچھ تنگ نہیں کیا؟
اُن سے کہو سیاہ نے ہی سب کچھ چھپا لیا!!

ایمان!

دِل کو تمارے نام سے یوں عِشق ہو گیا!
جیسے ایماں بچاتے ہوئے کوئی مر گیا!
سہنا بہت کٹھن تھا سیاہ جانتے ہیں یہ
کم ہے بڑی یہ بات کہ تُو یہ بھی کر گیا!!

بے چین!

اب کوئی راستہ نہیں آگے ...
واپسی پر بہت ہوں پچھتایا
شام کو تُو جو گھر سے نکلا تھا ...
دِل سیاہؔ ڈھونڈنے نکل آیا!!

دیوانہ وار!

میری خاموشیاں، کمزوریاں نہیں ہیں سیاہؔ
میں نے چاہا ہے اگر، ٹوٹ کے ہی چاہا ہے!!

ایک جان ۔ دو جسم!

تمہیں خبر ہے،
میں چھوٹا تھا تو ...
تمہارے برتن، تمہارے چمچے ...
تمہاری چھوٹی سی چائے کی پیالی! ... سے کھیلتا تھا!
تمہاری گُڑیا!! ...
تمہارے جھُولے میں تم نہ جھُولی!
میں جھُولتا تھا!!
تمہیں بھی اپنے کھلونوؤں سے ...
ذرا بھی رَغبت نہیں رہی تھی!
تم اکثر ...
میرے ہی روبوٹوں کے آس پاس ہی ...
گھومتی تھی!!
(چھپاؤں اُن کو تو ...
ڈھونڈتی تھی!!)
میرے کھلونوں سے مجھ کو ایسی بھی خاص رَغبت ...
نہیں رہی تھی!
تمہارے برتن، تمہاری پیالی ...

تمہاری گُڑیا!!
تمہارے ہوتے بھی ...
آس پاس میرے رہے تھے!
میں اب جو سوچوں ...
تو دل یہ میرا ... بولتا ہے ...
کہ دن جُمعے کا!
یا شَب جُمعے کی!
جُمعے کے دن سے رہی ہے نِسبت!!
میں تم سے ملنے نہیں ہوں آیا!
تم مجھ سے ملتی نہیں رہی ہو ...
مگر جو پوچھو ...
تو سچ یہی ہے!!
کسی نے دیکھا ہمیں نہیں ہے!!!
مگر میں برتن ...
تمہارے جھُولے ...
تمہاری گُڑیا!!
تم
روبوٹوں کے ہی درمیان ...
رہ رہی ہو!!!!

بولو!...

کِتنا عیاں ہے سب پہ، جو تم چُھپا رہی ہو!
تم دِل کی دَھڑکنوں میں مجھ کو بسا رہی ہو!
سانسوں میں مجھ کو بھر کے، کاجل میں خوب مَل کے
آنکھوں سے آنسوؤں میں مجھ کو بہا رہی ہو!
ہاتھوں میں مہندی کالی، ہونٹوں پہ گہری لالی!
تم پہلے ہی حسیں ہو، یہ کیا لگا رہی ہو!
پردے کے پیچھے ہو کے، ہمجولیوں سے ہنس کے
میں نے سُنا ہے سب کچھ، جو تم بتا رہی ہو!
سالن کا چمچہ گھی میں، مِرچی کا کیتلی میں
کس کے خیال میں گم، روٹی جلا رہی ہو!
پلکیں بغیر جھپکے، یوں دیکھنا ہے اچھا؟
سب دیکھتے ہیں تم کو، کیوں مُسکرا رہی ہو!
تم نے کہا تھا تم کو، لازم ہے عِشق کرنا!
تو میری بے رُخی پہ کیوں تِلملا رہی ہو!!

بتاؤ کون ہے وہ؟

''اِک پل بھی خالی نہ گیا! ... سوچتی ہوں میں!''
''خوابوں میں روز ہی تو تمہیں دیکھتی ہوں میں!''
خود کو وہ پڑھ کے غزل میں ہوتی ہے بدگُمان!
پُوچھا ہے اُس نے ''کون ہے یہ؟؟ ... پوچھتی ہوں میں!!!''

ضَم !

اور کوئی نہیں کھڑا ہے یہاں ...
ایک مدت سے تو ہی دِکھتا ہے!!!

معصوم!

بہت معصوم ہے عاشق بھی میرا!
عقل نہ جائے اور جنون رہے!
سیاؔہ وہ چاہتا ہے عِشق کرنا ...
مگر ایسے کہ پُر سکُون رہے!!!

اہل!

جب تک وہ پُر سکُون ہے، مجھ سے نہ وہ ملے!
میں تو عطائے خاص ہوں، کوئی سہل نہیں!!
عاشق کا تو مقام ہی صحرا ہے، بیابان!
ورنہ کہو سیاؔہ کہ میرا اہل نہیں!!

سرفروشی!

مجھ کو متاعِ جان کا سودا بھلا لگا
دے کر میں آ گیا ہوں سبھی اِنتظار میں!
قائل ہے وہ سیاہ کہ اُسے کرنا عِشق ہے
وہ بے سکُوں نہیں ہے ابھی میرے پیار میں!!

آس!

تیری واپسی کی آس نے رکھا ہوا ہے ہرا بھرا!
میں ورنہ سُوکھا پیڑ ہوں ... دھُوپ میں جلتا ہوا!!!

تم وہ نہیں ہو!

تمہارے سُکھ کی شامیں ...
میرے درد کی راتیں ...
ہمیشہ ساتھ آتی ہیں!
مجھے محسوس ہوتا ہے ...
تمہیں جو اچھا لگتا ہے ...
مجھے اِک پل نہیں بھاتا ...
مرے انمول سپنوں کی تمہارے سامنے ...
کوئی نہیں وِقعت!!
تمہارے پاس کیا کچھ بھی نہیں ہے ...
ساتھ ہنسنے کو!
مجھے یہ لگ رہا کیوں ہے ...
تم وہ نہیں ہو!!!

کِنارے!

میرے جیتے ...
تو مل سکتی نہیں تھی!
میرے مرنے پہ دیکھو ...
مجھ سے ملنا!
مرے کتبے پہ ہیں تاریخیں میری ...
تم اپنی تاریخیں ... لکھوا لینا!
میرے ہوتے ...
میری خوشیوں پہ ہنس سکتی نہیں تھی!
میری میّت پہ تم ... جی بھر کے رونا!
ہم ایسی جی رہے تھے پاس دونوں ...
کِنارے سے ندی کے کوئی ہوں ناں!!!

Self Dependent!

اپنے اپنے پاؤں پہ ہو کے کھڑے چلتے رہے
نہ میں بیساکھی بنا ... نہ ہی تھاما تم نے ہاتھ!!

جمود!

کِنارے ہو گئے جیسے ندی کے ...
وہیں پہ رہ گئے ہیں بعد تیرے!!

مُرتِد!

محبت کو عبادت مانتا تھا ...
بہت عرصے یہ دِل مُرتِد رہا ہے!

تمہاری سالگرہ ہے!

تمہاری سالگرہ ہے! ...
تمہارے اِرد ِگرد ...
تمہارے چاہنے والوں کا میلہ ہے ... لیکن ...
تمہارا دِل اکیلا ہے ...
بہت تم سے محبت ہے!
مگر دیکھو قیامت ہے!!
کہ

تم کو wish کرنے کو ...
تمہارے birthday پہ ...
کوئی اچھا gift کرنے کو ...
(میں مجمع توڑ کے لوگوں کا ...)
تم تک آ نہیں سکتا!
تم اپنے دن کے کاموں سے نکل کر ...
مل نہیں سکتی!!
مجھے محسوس ہوتا ہے ...
کہ
میرے اور تمہارے درمیاں حائل جہانوں میں ....
بڑی دُشوار سی راہیں،
کئی اَنجان سے موسم،
بہت بے ڈول رستے ہیں!!
اور
اِتنے فاصلے ...
کہ
سانسیں بھی محسوس ہوتی ہیں!!!

نام بنانے والی لڑکی!

نام بنانے والی لڑکی ...
نام بنانے نِکلی تھی وہ ...
کومل نازک سی اِک لڑکی ...
نام کمانے کی خاطر وہ ...
نام بدل کر نِکلی تھی جو ...
کِتنا اُس کو بولا تھا یہ ...
نام بنانا ٹھیک نہیں ہے!!
پر ... اُس کو شوق تھا جانے دُنیا ...
(نام اُس کا پہچانے دُنیا!)
اُلفت ساری خون ہوئی ہے!
صورت، جو تھی پھُول، گئی ہے!
سر پر مٹی دھُول گئی ہے!!
شاخ پکڑ کر خار بھری وہ ...
جھُول بہانے جھُول گئی ہے!!
نام بنانے والی لڑکی ...
نام بچانا بھُول گئی ہے!!!

سب ہیں وقت کی بھول بھلیّاں، کھیلو گی تو جانو گی!
اپنا ہاتھ چُھڑانے والی، تم ہی دامن تھامو گی!
سارا جیون ساتھ بِتایا، اب ساوَن میں بچھڑو گی؟؟
بجلی کُوندی، بادل گرجا، پھر تم قُربت مانگو گی!
یہ بھی سچ ہے پاس تمہارے، پیار کسی سے کرتا ہوں میں!
تھا کیسا پاگل سودائی، ہوں گا نہیں تو مانو گی!
مجھ کو موت کی دھمکی مت دو، میری عمر بھی تھوڑی ہے!
لیٹا ہوں گا میّت بن کر، تب کیا مجھ پر تانو گی؟
ٹوٹ کے تم کو چاہنے والے سونے ہیرے تھوڑی ہیں
جب مٹی میں مِل جاؤں گا، کیسے مجھ کو چھانو گی؟؟
پیار، محبت اِس دُنیا کے، عشق سیاہ ہے اور جہاں کا!
میرا پیار بُھلانے والی، کل کیا رَب سے مانگو گی؟؟

آوارگی!

مارا مارا پھر رہا ہوں دَر بدر ...
درد تیرا فیض بنتا جا رہا ہے!!

فطرت!

عِشق نے ... درد ڈھونڈ لینا تھا ...
کوئی ہوتا ... اگر نہ تم ہوتے!!



تیری طَلب مجھ کو نہ لے چلے، کہیں ذاتِ اَقدس کے رُوبرو...
تو نے جھوٹ مُوٹ کے فقیر کو سرِ دارِ عشق چڑھا دیا!!

اہتمام
عِلم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40-اُردو بازار، لاہور۔
فون :37352332‘37232336 فیکس: 37223584
www.ilmoirfanpublishers.com
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com